﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ (بنی إسرائیل: ٨٠)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ: نصیر أحمد قمر

جلد ۱ جمعہ ۱۶ دسمبر ۱۹۹۴ء شمارہ ۵۰

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا جب بندے سے خوش ہو جاتا ہے تو وہ اپنے بندے کو خود عظمت اور رعب عطا کر دیتا ہے کیونکہ حق کے ساتھ ایک عظمت اور رعب ہوتا ہے۔

صبر، استقامت اور دعا سے کام لینا چاہئے

"خدا جب بندے سے خوش ہو جاتا ہے تو وہ اپنے بندے کو خود عظمت اور رعب عطا کر دیتا ہے کیونکہ حق کے ساتھ ایک عظمت اور رعب ہوتا ہے۔ دیکھو ابو جہل وغیرہ جو اس وقت مکہ میں بڑے آدمی بنے ہوئے تھے اصل میں ان کا سارا تکبر اور دبدبہ جھوٹا تھا۔ ان کی عظمت فانی تھی۔ چنانچہ نتیجہ میں دیکھ لو کہ ان کی عظمت و شوکت کہاں گئی۔

اصل بات یہ ہے کہ سچا رعب اور حقیقی عظمت ان لوگوں کو عطا کی جاتی ہے جو اول خدا کے واسطے اپنے اوپر ایک موت وارد کر لیتے ہیں اور اپنی عظمت اور جلال کو خاکساری سے، انکساری سے، تواضع سے تبدیل کر دیتے ہیں۔ تب چونکہ انہوں نے خدا کے لئے اپنا سب کچھ خرچ کیا ہوتا ہے خدا خود ان کو اٹھاتا ہے اور قدرت نمائی سے ان کو نوازتا ہے۔ دیکھو تو بھلا اگر حضرت ابو بکر اور عمر بھی اپنی پہلی خاندانی بزرگی اور عظمت ہی کو دل میں جگہ دئے رہتے اور خدا کے لئے وہ اپنا سب کچھ نہ کھو بیٹھتے تو کیا تھے۔ زیادہ سے زیادہ مکہ کے کھڑ پنچ بن جاتے مگر نہیں خدا تعالیٰ نے ان کے دلوں کے اندرونہ حالات کو خلوص سے بھرا پایا اور انہوں نے خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی کسی بزرگی اور عظمت و سطوت کی پروانہ کی بلکہ سب کچھ نثار کر دیا اور خدا کے لئے فروتن، متواضع، اور خاکسار ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو کیسے نوازا، کیسی عظمت اور جبروت عطا کی۔ بھلا جو کچھ خدا نے ان کو دیا اس کا وہم بھی کبھی کسی عرب کے دل میں اس وقت آ سکتا تھا؟ ہر گز نہیں۔ پس سچی عظمت اور سچا رعب یہی تھا نہ کہ ابو جہل وغیرہ کا۔ اور یہ سچی باتیں انہی کو دی جاتی ہیں جو پہلے اپنے اوپر خدا کے لئے ایک موت وارد کر لیتے ہیں۔

فرمایا کہ:

بات دراصل یہ ہے کہ صبر سے کام لینا چاہئے۔ ترقی ہو رہی ہے۔ قبولیت دلوں میں پیدا ہوتی جاتی ہے اور دنیا کے کناروں تک اب یہ سلسلہ پہنچ چلا ہے۔ ہمارے پاس بعض ایسے لوگوں کے بھی خط آتے ہیں جس میں سے بعض رؤسائے ریاست بھی ہوتے ہیں اور انہوں نے بیعت بھی نہیں کی ہوتی۔ وہ لکھتے ہیں کہ ہمارے لئے فلاں امر میں دعا کی جاوے۔ اصل بات یہ ہے کہ دنیا کے دل مان گئے ہیں اور اب دیکھو متواتر ۲۶ یا ۲۷ برس سے ہمارا دعویٰ چلا آ رہا ہے اور خدا تعالیٰ اس میں روز بروز ترقی دے رہا ہے۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اس بات کی نظیر نہیں ملتی کہ کسی مفتری علی اللہ کو اس قدر مہلت دی گئی ہو اور ایسی قبولیت اور ترقی عطا کی گئی ہو۔ آسمانی اور زمینی نشان اس کے واسطے بطور شاہد پیدا کئے گئے ہوں۔ آخر ان باتوں کا بھی تو دلوں پر اثر ہوتا ہے۔ گھبرانا نہیں چاہئے۔ صبر، استقامت اور دعا سے کام لینا چاہئے۔

(ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۹، ۱۶۰)

جلسہ سالانہ قادیان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال جلسہ سالانہ قادیان ۲۶، ۲۷، ۲۸ فتح ۱۳۷۳ ہش (دسمبر ۱۹۹۴ء) کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

احباب کرام اس عظیم الشان روحانی جلسہ میں شرکت کے لئے ابھی سے تیاری شروع فرمائیں اور دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو بہت بابرکت فرمائے۔ آمین۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی ایک بہت بڑی برکت یہ ہے کہ اس کے ذریعہ جماعت احمدیہ عالمگیر کے افراد اور ہزارہا دیگر متلاشیان حق کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تازہ بتازہ ارشادات سننے کا موقع ملتا ہے۔ خاص طور پر پروگرام "ملاقات" میں ہر روز حضور انور کی تازہ گفتگو پیش کی جاتی ہے۔ گزشتہ ہفتہ کے ارشادات کا خلاصہ پیش خدمت ہے:

ہفتہ ۲۶ نومبر ۱۹۹۴ء:

ماریشس کے احباب کے ساتھ مجلس سوال و جواب ہوئی۔ شروع میں سب احباب کے ساتھ تعارف ہوا اور یہ کہ وہ کب احمدی ہوئے تھے۔ اس کے بعد سوال و جواب شروع ہوئے جو یہ تھے:

☆ احمدیوں کے لئے حج پر جانے کے لئے پابندیاں ہیں اس کی بنیادی وجہ تو مذہب ہے لیکن کیا اس کے علاوہ اور وجوہات بھی ہیں؟

☆ جب ہم کوئی سوشل فنکشن کرتے ہیں تو احمدی عورتوں کو کیوں مردوں کے ساتھ شامل نہیں کیا جاتا؟

☆ "آواگون" کے عقیدہ کے متعلق حضور کیا فرماتے ہیں؟

☆ "جینیٹک انجنیرنگ" کے متعلق اسلام کیا کہتا ہے؟

☆ احمدی یقین رکھتے ہیں کہ مرنے کے بعد انہیں خدا تعالیٰ اجر دے گا۔ کیا دوسرے بھی اگر وہ مخلوق خدا کے لئے کام کریں گے اس اجر میں شامل ہونگے۔ جیسے مدر ٹریسا لوگوں کی بھلائی کے لئے کام کر رہی ہیں؟

اتوار ۲۷ نومبر ۱۹۹۴ء:

بچوں اور بچیوں کے ساتھ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کلاس ہوئی جس میں حضور انور نے بچوں سے گزشتہ سکھائی ہوئی دعائیں ترجمہ کے ساتھ سنیں۔ بعض بچوں سے نماز سادہ سنی اور اسی سلسلہ میں درود شریف کے بعد نماز میں پڑھی جانے والی تین دعائیں بھی سنیں۔ اور اس کے بعد ان تین دعاؤں کا ترجمہ بچوں کو سکھایا۔ اور دوسری دعا کے الفاظ "مقیم الصلوٰۃ" کے تحت "اقامۃ الصلوٰۃ" کے مختلف معانی بچوں کو سکھائے۔ آخر میں فرمایا کہ اس کلاس میں کبھی دعائیں سکھائی جائیں گی کبھی سوال و جواب کی مجلس ہوا کرے گی اور کبھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کسی نبیؑ کی کہانی سنایا کریں گے۔

سوموار و منگل ۲۸، ۲۹ نومبر ۱۹۹۴ء:

ان دو دنوں میں حسب معمول حضور انور نے ہومیوپیتھی کی کلاس لی اور بالترتیب یہ ہومیوپیتھی کی ۴۷ ویں اور ۴۸ ویں کلاس تھی۔

بدھ ۳۰ نومبر ۱۹۹۴ء:

آج کی تعلیم القرآن کلاس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورہ البقرہ کی آیت ۲۰۱ تا ۲۱۴ کا ترجمہ و مختصر تشریح سکھائی۔

جمعرات یکم دسمبر ۱۹۹۴ء:

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورہ البقرہ کی آیت ۲۱۵ تا ۲۲۴ کا ترجمہ سکھایا اور ضروری امور کی وضاحت فرمائی۔

جمعۃ المبارک ۲ دسمبر ۱۹۹۴ء:

آج کے پروگرام "ملاقات" میں عرب احمدیوں کے ساتھ مجلس سوال و جواب ہوئی۔

☆ سب سے پہلے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ جمعہ (۲۵ نومبر) کے آخری سوال کا بقیہ جواب مکمل فرمایا۔ یہ سورہ یوسف کی آیت "وکذالک یجتبیک ربک..... الخ" میں لفظ "نعمۃ" اور "تاویل الاحادیث" سے متعلق تھا۔

☆ سورہ یوسف میں ہے کہ "ولقد ھمت بہ وھم بھالولاان رابرھان ربہ" اس کی صحیح تفسیر کیا ہے؟

☆ قرآن کریم میں دو جگہ یعنی "سورۃ آل عمران" اور "سورۃ الاحزاب" میں میثاق النبیین کا ذکر آیا ہے۔ نیز "سورۃ الاحزاب" میں میثاق النبیین کے ساتھ میثاق النبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا بھی ذکر ہے۔ تو اس جگہ میثاق النبیؐ سے کیا مراد ہے؟

☆ جہاد سے کیا مراد ہے؟

(ع - م - ر)

اداریہ

مختلف اسلامی ممالک میں مختلف اوقات میں نفاذ اسلام، نفاذ شریعت اور نفاذ نظام مصطفیٰ وغیرہ ناموں سے مختلف تحریکات چلتی رہی ہیں اور اس وقت بھی کسی نہ کسی صورت میں یہ تحریکات جاری ہیں۔ ایسی تحریکات کے جاری کرنے والے یا تو وہ لوگ تھے جن کا ملکی حکومت اور اس کے نظم ونسق سے نہ صرف یہ کہ کوئی تعلق نہیں تھا بلکہ وہ اس کے مخالفین میں سے تھے اور بعض اوقات حکمرانوں نے بھی نفاذ اسلام اور نفاذ شریعت کے بلند بانگ دعاوی کئے اور اپنے زعم میں نفاذ اسلام اور نفاذ شریعت کے لئے قانون سازی بھی کی اور دیگر کئی ایک عملی اقدامات بھی کئے لیکن ہر دو صورتوں میں انجام کار نہ صرف یہ کہ کسی کو بھی حقیقی معنوں میں نفاذ اسلام یا نفاذ شریعت میں کوئی کامیابی نہیں ہوئی بلکہ ان کی کاروائیوں کا نتیجہ ہمیشہ الٹ نکلا اور بجائے اس کے کہ ملک میں امن اور خوش حالی اور نیکی اور پاکیزگی رواج پائے۔ دہشت گردی، خون خرابہ اور جرائم میں اضافہ ہوا۔ مثال کے طور پر چند سال قبل پاکستان کے فوجی آمر جنرل ضیاء الحق نے ملک میں نفاذ اسلام کے بلند بانگ دعاوی کئے اور نفاذ شریعت کے نام پر نظام صلوٰۃ اور نظام زکوٰۃ اور بعض حدود آرڈیننس جاری کئے۔ قطع نظر اس کے کہ اس کے پیچھے اس کے کیا سیاسی اغراض و مقاصد تھے یا وہ کس حد تک ان قوانین کے اجراء میں مخلص تھا یا شریعت کا کیا تصور اس کے ذہن میں تھا اس کی ان تمام کاروائیوں کا نتیجہ کیا نکلا۔ کیا ملک میں نمازیوں کی تعداد میں اضافہ ہوا اور لوگوں میں عبادت کا ذوق وشوق پیدا ہوا۔ کیا نیکی اور تقویٰ نے ملک میں فروغ پایا۔ اللہ تعالیٰ نے جو نماز کی عظیم برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ حقیقی نماز فحشاء اور منکر سے بچاتی ہے۔ کیا ضیاء الحق کے جاری کردہ نظام صلوٰۃ کے نتیجہ میں ملک سے بدیاں ختم ہوگئیں یا جرائم میں کمی آگئی۔ کیا اس کے جاری کردہ نظام زکوٰۃ کے نتیجہ میں غرباء، مساکین اور یتامیٰ کے حقوق کی پہلے سے زیادہ ادائیگی ممکن ہوئی؟ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوا۔ چنانچہ خود ضیاء الحق نے بھی اس بات کا اعتراف کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ نفاذ اسلام یا نفاذ شریعت کے نام پر جتنی بھی کوششیں کسی بھی جگہ کی گئی ہیں یا کی جارہی ہیں اگر آپ ان کا تجزیہ کریں تو ایک قدر مشترک ان سب میں آپ کو یہ دکھائی دے گی کہ ان تحریکات کے لیڈروں کا مقصد ان نعروں سے صرف یہ ہے کہ کسی طرح وہ اقتدار حاصل کرلیں۔ یا اگر وہ پہلے ہی اقتدار میں ہیں تو اس اقتدار کو نفاذ اسلام یا نفاذ شریعت کے نام پر طول دے سکیں۔ نفاذ شریعت کا مطالبہ کرنے والے ان تمام گروہوں میں ایک اور قدر مشترک یہ ہے کہ سبھی شریعت کے نفاذ کے لئے طاقت اور جبر کے استعمال کے قائل ہیں۔ اگر اور جہاں انہیں یہ طاقت حاصل ہے وہاں وہ اسے استعمال بھی کرتے ہیں اور جہاں جن کے لئے حالات سازگار نہیں وہاں وہ بھی نفاذ شریعت کے لئے طاقت کے حصول میں کوشاں ہیں۔

گزشتہ ماہ پاکستان کے شمال میں تین ریاستوں سوات، دیر اور چترال پر مشتمل مالاکنڈ ڈویژن میں نفاذ شریعت کا مطالبہ تسلیم کروانے کے لئے جو خونریز مظاہرے ہوئے اس کا تذکرہ اخبارات میں چھپ چکا ہے۔ نفاذ شریعت کے مسلح داعیان کی طرف سے توپ خانہ، ہیوی مشین گنوں اور دیگر جدید اسلحہ کا عام استعمال ہوا اور کافی خون خرابہ اور بھاری جانی و مالی نقصان ہوا۔ اسی طرح حال ہی میں شریعت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے جمیعت علماء اسلام (ف) کے رہنماؤں نے کہا ہے کہ:

"حکومت نے شریعت کے نفاذ کا فوری اعلان نہ کیا تو پورے ملک میں شریعت کے نفاذ کے مورچے بن جائیں گے جو امریکہ کے ایجنٹوں کے خاتمے اور شریعت کے مکمل نفاذ تک ختم نہیں ہونگے"۔

(روزنامہ جنگ لندن ۴ دسمبر ۱۹۹۴ء صـ ۸)

یہ اس قسم کے متعدد بیانات میں سے ایک ہے جو مختلف علماء کی طرف سے اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ یہ لوگ جب نفاذ شریعت کی باتیں کرتے ہیں تو شریعت سے ان کی مراد کیا ہوتی ہے لیکن ایک بڑی واضح بات اور قطعی اصول جو قرآن کریم نے بتایا ہے وہ یہ ہے کہ "لااکراہ فی الدین" دین میں کوئی جبر نہیں۔ اس لئے نفاذ اسلام کے لئے کوئی بھی ایسی کوشش ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی جو خداتعالیٰ کے اس قطعی اور دائمی اصول کے منافی اور اس سے متصادم ہوگی۔ اور چونکہ ایسی تمام تحریکات میں جبر و تشدد کا عنصر بہت نمایاں ہے اس لئے لازم ہے کہ وہ اپنے ارادوں میں بری طرح ناکام و نامراد ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ احیاء دین اور قیام شریعت کی ذمہ داری خداتعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت امام مہدیؑ اور مسیح موعودؑ کے سپرد فرمائی ہے۔ جیسا کہ ہمارے محبوب آقا حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو خدا کی وحی کے تابع کلام فرمایا کرتے تھے امت کو یہ خبر دی تھی کہ جب مسیح موعود اور امام مہدی ظاہر ہوگا تو "یُحْیِ الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ"۔ وہی ہے جو دین کو از سرنو زندہ کرے گا اور شریعت کو قائم کرے گا۔ اور آپ کی بعثت کے ساتھ فرمودہ رسولؐ کے مطابق احیاء دین اور قیام شریعت کا عظیم جہاد شروع ہو چکا اور آج بھی آپ کے مقدس خلیفہ رابع کی قیادت میں عالمگیر جماعت احمدیہ اس عظیم الشان مہم کو آگے سے آگے بڑھاتی چلی جارہی ہے اور نہ صرف غیر مذاہب کے مقابلہ میں دین اسلام کی اور قرآن مجید و فرقان حمید کی تعلیمات اور احکام کی فضیلت و برتری کو علمی و نظریاتی اور اعتقادی طور پر ٹھوس اور قوی دلائل و براہین کے ساتھ ثابت کرنے کی توفیق پا رہی ہے بلکہ زمینی اور آسمانی نشانات و معجزات سے تائید یافتہ مسیح محمدی کی یہ جماعت اپنی زندگیوں کو بھی اعلیٰ اسلامی اخلاق کے سانچہ میں ڈھالتے ہوئے اپنے اعمال میں احکامات الٰہیہ کو جاری کرنے کے لئے مسلسل محنت اور دعاؤں سے کام لیتے ہوئے قیام شریعت کے عملی جہاد میں مصروف ہے۔ ہمارا ایمان اور یقین ہے کہ انشاء اللہ حضرت مسیح موعودؑ اور مہدی معہودؑ کی قائم فرمودہ یہی وہ جماعت ہے جس کے ذریعہ دین اسلام تمام ادیان پر غالب آئے گا اور ساری دنیا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر نازل ہونے والی شریعت قرآن مجید کا جوا اپنی گردن پر رکھے گی۔ یہ خدا کا وعدہ ہے جس کی خبر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خدا سے علم پاکر اپنی امت کو دی اور کون ہے جو فرمودہ رسولؐ کو باطل کر سکے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ شریعت اور سیاست کا باہمی تعلق کیا ہے؟ موجودہ زمانہ کے علماء کا نفاذ شریعت کا تصور کیا ہے؟ کیا شریعت کے نفاذ کے لئے طاقت کا حصول ضروری ہے؟ یہ اور اس قسم کے دوسرے بہت سے سوالات جو اس موضوع پر پیدا ہوتے ہیں ان کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۳ جون ۱۹۹۱ء کو سرینام میں انگریزی زبان میں ایک بہت بصیرت افروز خطاب فرمایا تھا اس کا اردو ترجمہ ہم الفضل انٹرنیشنل کے جنوری ۱۹۹۵ء کے شمارہ میں شائع کریں گے۔ انشاء اللہ

احادیث النبی ﷺ

عَنْ اَبِي كَبْشَةَ عَمْرِو بْنِ سَعْدٍ الْاَنْمَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ثَلَاثَةٌ اُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَاُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ: مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ، وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلَمَةً صَبَرَ عَلَيْهَا اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ عِزًّا، وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْاَلَةٍ اِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، وَاُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ قَالَ: اِنَّمَا الدُّنْيَا لِاَرْبَعَةِ نَفَرٍ: عَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَعِلْمًا فَهُوَ يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ وَيَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ وَيَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيهِ حَقًّا فَهٰذَا بِاَفْضَلِ الْمَنَازِلِ، وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ عِلْمًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ يَقُولُ: لَوْ اَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ نِيَّتُهُ فَاَجْرُهُمَا سَوَاءٌ وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا فَهُوَ يَخْبِطُ فِي مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَا يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ وَلَا يَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ وَلَا يَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيهِ حَقًّا فَهٰذَا بِاَخْبَثِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٌ لَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُولُ: لَوْ اَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ فِيهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ نِيَّتُهُ فَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ. (ترمذی، كتاب الزهد، باب مثل الدنيا مثل أربعة نفر)

حضرت ابی کبشہ عمرو بن سعد انماریؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تین باتوں کے بارہ میں میں قسم کھاتا ہوں اور میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں تم اسے اچھی طرح یاد رکھو۔ یہ کہ صدقہ سے کسی بندے کا مال کم نہیں ہوتا۔ اور یہ کہ کوئی مظلوم جب ظلم پر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کو عزت دیتا ہے۔ اور یہ کہ جب کوئی شخص مانگنے کا دروازہ کھول لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر احتیاج کا دروازہ کھول دیتا ہے (یا اس قسم کی بات آپؐ نے فرمائی)۔ اور میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں اسے اچھی طرح یاد رکھو۔ آپؐ نے فرمایا۔ دنیا میں چار قسم کے آدمی ہوسکتے ہیں۔ وہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال اور علم دیا اور وہ اس بارہ میں اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں صلہ رحمی کرتا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے حق کو پہچانتا ہے۔ یہ تو فضیلت والی جگہوں میں سے سب سے زیادہ فضیلت والی جگہ میں ہے۔ اور وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے علم دیا لیکن مال نہیں دیا اور وہ سچی نیت رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر مجھے مال بھی ملتا تو میں فلاں (سخی) کی طرح اپنے مال خرچ کرتا۔ ایسے شخص کو اس کی نیت کا ضرور ثواب ملے گا اور ان دونوں آدمیوں کا اجر برابر ہوگا۔ اور وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال تو دیا ہے لیکن علم نہیں دیا۔ چنانچہ وہ اپنے مال کو سوچے سمجھے بغیر بے جا خرچ کرتا ہے اور اس خرچ کے بارے میں اپنے رب سے نہیں ڈرتا اور صلہ رحمی نہیں کرتا اور اس میں اللہ تعالیٰ کے حق کو نہیں پہچانتا تو ایسا شخص بری منازل میں سے سب سے زیادہ بری جگہ پر ہے۔ اور وہ انسان جس کو اللہ تعالیٰ نے نہ مال دیا ہے اور نہ علم، لیکن وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہو تو میں بھی فلاں شخص کی طرح کام کروں (یعنی عیش و عشرت میں زندگی گزاروں) تو اسے بھی اس کی نیت کا بدلہ ملے گا اور ان دونوں کا بوجھ برابر ہوگا۔

> "انسان کو سچی طہارت اور پاکیزگی کبھی حاصل نہیں ہو سکتی جب تک آسمانی مدد اس کے شامل حال نہ ہو"
>
> (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

احمدی مسلم خواتین کے

قبولیت دعا، توکل علی اللہ اور تعلق باللہ کے ایمان افروز واقعات

خطاب سیدنا و امامنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۱۱ ستمبر ۱۹۹۳ء بر موقع جلسہ سالانہ (مستورات) جرمنی، بمقام ناصر باغ، گروس گیراؤ

تشہد تعوذ اور سورہ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

"........مذہب کا آخری مقصد اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے اور اگر یہ مقصد نہ رہے تو تمام مذہبی مصروفیات اور تمام مذاہب مشاغل محض ایک کھیل تماشا رہ جاتے ہیں اور وہ درخت جو پھل سے محروم ہو خواہ اس کا نام پھلدار درخت ہی رکھا جائے عملاً وہ بے کار ہے اور جلائے جانے کے لائق ٹھہرتا ہے۔ قرآن کریم نے ان لوگوں کے اعمال کا ذکر کرتے ہوئے جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کے اور وصال کے قائل نہیں ان کو جہنم کا ایندھن قرار دیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خشک لکڑیاں ہیں، ایسے درخت نہیں ہیں جن کو پھل لگتے ہیں اور مومنوں کی جماعت کا ذکر کرتے ہوئے کلمہ طیبہ کے طور پر ان کی مثال شجرہ طیبہ کے ساتھ رکھی ہے یعنی ایسا پاک درخت جس کی جڑیں گہری زمین میں پیوست ہوں اور جس کی شاخیں آسمان سے باتیں کرتی ہوں اور ہمیشہ ہر موسم میں خواہ وہ بہار ہو یا خزاں ہو اللہ کے حکم سے ان کی بلند و بالا شاخوں کو پھل لگتے ہوں۔ اس پہلو سے ہر مذہب کا جائزہ ہونا چاہئے اگر کوئی مذہب سچا ہے تو مذہب کے پیروکاروں میں کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے تعلق کے نمونے ملنے چاہئیں اور یہ نمونے مردوں میں بھی ملنے چاہئیں اور عورتوں میں بھی، بڑوں میں بھی اور چھوٹوں میں بھی۔ اس پہلو سے جماعت احمدیہ **اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آج دنیا میں ایک زندہ مذہب کی زندہ مثال کے طور پر قائم ہے۔**

گزشتہ جلسہ سالانہ یو۔ کے میں میں نے ایک مضمون شروع کیا تھا کہ احمدی خواتین سے خدا تعالیٰ کس طرح کثرت کے ساتھ رویا و کشوف کے ذریعے اور بعض صورتوں میں الہامات کے ذریعے ہم کلام ہوا اور جو خوش خبریاں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں وہ بعینہ اسی طرح پوری ہوئیں۔ اسی طرح بعض خواتین کے توکل کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور باوجود اس کے کہ ظاہری طور پر کوئی خبر نہ دی گئی لیکن موقع محل کے مطابق ان کے توکل کی قبولیت کے نشان ان کو دکھائے گئے یہ مضمون چونکہ بہت وسیع ہے اس لئے گزشتہ جلسہ سالانہ یو۔ کے پر یہ ختم نہ کر سکا تھا۔ ویسے تو یہ مضمون ایک لامتناہی مسلسل مضمون ہے جو ہمیشہ جاری رہ سکتا ہے کیونکہ خدا کا تعلق بھی ایک زندہ اور قائم رہنے والا مسلسل تعلق ہے۔ ہر دو جلسوں کے درمیان کثرت سے ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ خدا تعالیٰ اب بھی احمدی خواتین پر اسی طرح رحمت کے ساتھ اپنا فضل فرماتا ہے جیسے پہلے فرماتا رہا اور مجھے جو خطوط ملتے ہیں ان میں ہر سال بکثرت احمدی خواتین کے آنکھوں دیکھے اور تجربے میں آئے ہوئے نشانات کا ذکر ملتا ہے لیکن جو نوٹس میرے باقی رہ گئے تھے پچھلے جلسے سے انہیں پر اکتفا کروں گا اور آپکے سامنے چند احمدی خواتین کے تعلق باللہ کے اور ان کی دعاؤں کی قبولیت اور ان کے توکل کی قبولیت کے نشان آپ کے سامنے رکھوں گا۔

تبرکاً سب سے پہلے **حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ**رض کی یہ روایت آپ کے سامنے رکھتا ہوں، یہ ماہنامہ مصباح میں شائع ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا جب منصورہ حمل میں تھی (یعنی سیدہ بھابھی جان منصورہ بیگم، بیگم حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ) فرماتی ہیں جب منصورہ حمل میں تھی تو خواب میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہاری بیٹی ہوگی اس کی شادی محمود کے بیٹے ناصر سے کرنا۔ پس جیسا کہ آپ جانتے ہیں بعینہ اسی طرح وہ بہت پرانی رویا پوری ہوئی، آپ کی بیٹی ہوئی، وہ زندہ رہی اور ان کا رشتہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ہوا اور اس طرح وہ بہت پرانی خواب بعینہ اسی طرح پوری ہوئی۔

پیدائش کے سلسلے میں بہت کثرت سے ایسی روایات ملتی ہیں کہ احمدی خواتین کو ان کے بچے کی پیدائش سے پہلے معین طور پر خبر دی گئی۔ اگرچہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ماؤں کو ایسی خوابیں آجایا کرتی ہیں۔ اور بعض دفعہ تو اگر بیٹی دیکھیں اور بیٹا ہو جائے تو لوگ کہہ دیتے ہیں کہ جب بیٹی دیکھی جائے تو بیٹا مراد ہوتی ہے اگر بیٹی ہو جائے تو کہتے ہیں دیکھو بیٹی ہو گئی تو میں ویسی باتیں آپ کے سامنے پیش نہیں کرتا جو خیالات کے نتیجہ میں خوابیں بن جایا کرتی ہیں۔ بکثرت احمدی خواتین کو خدا تعالیٰ نے ایسے نشانات دیئے ہیں جو قطعیت کے ساتھ پورے ہوئے اور پھر ان خواتین کا اپنا نیکی کا پس منظر بتاتا ہے کہ یہ خیالات کی خوابیں نہیں تھیں بلکہ حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھیں اور پھر بعض اوقات یہ رویا ایسی زبان میں عطا ہوتی ہیں جن کی زبان وہ خوابیں دیکھنے والی مائیں بھی نہیں سمجھتیں۔ جب وہ مجھے لکھتی ہیں تو ان کی تعبیر ان کو بھیجتا ہوں اور وہ حیرت انگیز طور پر پوری ہوتی ہے مثلاً کسی خاتون نے ایک ایسی رویا دیکھی جس سے پتہ چلتا تھا کہ اس کے چار بیٹے ہوں گے اور تعبیر کے بعد اس پر ظاہر ہوا کہ کیا مراد ہے تو بعینہ ویسا ہی ہوا بہت کثرت سے ایسے نمونے ملتے ہیں میرے پاس چونکہ وقت نہیں تھا کہ میں خود چھان بین کرتا مگر دفتر نے کچھ نمونے چن کر میرے سامنے رکھے ہیں وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد **چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ** کی یہ گواہی ہے کہ میری بیٹی امۃ الحی کے پیدا ہونے سے چند گھنٹے قبل **والدہ صاحبہ** نے میری بیوی سے کہا کہ لڑکی پیدا ہو گی کیونکہ میں نے ابھی غنودگی کی حالت میں دیکھا کہ مکان میں بہت چہل پہل ہے اور لوگ کہتے ہیں بی بی آئی ہے، بہت خوبصورت، اب وہ بی بی کہلاتی ہیں۔ میں نے کئی دفعہ چوہدری حمید نصراللہ صاحب سے بھی ان کے ذکر میں بی بی کا لفظ سنا ہے۔ اب مجھے سمجھ آئی ہے کہ کیوں بی بی کہتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ نے رویا میں پہلے ہی ان کو بی بی کے نام سے یاد فرمایا تھا۔

بادشاہ بیگم صاحبہ اہلیہ غلام محمد صاحب بیڈن روڈ کے متعلق ان کے میاں غلام محمد صاحب کی گواہی ہے وہ لکھتے ہیں ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح اول کی وفات حسرت آیات کے بعد خاکسار لاہوری جماعت میں شامل ہو گیا تھا۔ مولوی صاحب کی وفات کے چار پانچ روز بعد میری اہلیہ کو خواب آئی کہ تیرے گھر لڑکا پیدا ہو گا تم میاں کی بیعت کر لو۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بچپن میں میاں کہا کرتے تھے اور چونکہ یہ لاہوری احمدی تھے، بیعت نہیں کی تھی اس لئے وہی نام رویا میں دکھایا گیا کہ میاں کی بیعت کر لو۔ کہتے ہیں میری بیوی نے مجھے خواب سنائی اس کے بعد ۱۹۱۵ء یا ۱۹۱۶ء میں میرا لڑکا عبدالرحیم عین خواب کے مطابق پیدا ہوا۔ لڑکے کے پیدا ہونے کے بعد میری بیوی نے مجھے مجبور کیا کہ مجھے تو خواب میں خدا تعالیٰ نے میاں کی بیعت کی ہدایت فرمائی ہے اس لئے میری بیعت کا خط لکھ دو۔ چنانچہ میں نے وہ خط لکھ دیا۔ کہتے ہیں اس کے بعد ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب جو لاہوری جماعت کے سرکردہ ممبر تھے اور شیخ رحمت اللہ صاحب بھی یہ بہت سٹپٹائے اور میرے پاس آئے اور یہ خود لاہوری جماعت ہی میں رہے بیگم نے رویا کے مطابق بیعت کر لی مگر ان کو توفیق نہیں ملی تو کہتے ہیں مجھ سے شکوہ کیا کہ تم نے یہ کیا حرکت کی ہے۔ ان کی تائید میں ایک خط الفضل میں چھپ گیا ہے۔ تو کہتے ہیں کہ میں نے کہا میری بیوی زندہ موجود ہے خود اس سے جا کر پوچھ لو لیکن ان کو اس کی جرات نہ ہوئی۔

قاضی اکمل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو بچے جمشید عاقل اور خورشید احسن صغر سنی میں یعنی بہت چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے تھے۔ **قاضی محمد اکمل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے **ان کی اہلیہ نے** حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بہت ہی دردناک دعا کا خط لکھا۔ حضور علیہ السلام نے نعم البدل کی بشارت دی کہ تسلی رکھو اللہ نعم البدل عطا فرمائے گا۔ اس کے بعد مرحومہ نے خواب میں دیکھا کہ حضور علیہ السلام نے آپ کو دو بال عطا کئے ہیں۔ اب یہ تعبیر طلب رویا کی ایک مثال ہے۔ بال کا بظاہر بچے سے کوئی تعلق نہیں لیکن پنجابی میں بال لڑکے کو بھی کہتے ہیں تو خدا تعالیٰ نے اس طرح ان کو یہ خواب دکھائی جس کی ان کو خود سمجھ نہ آئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں نے یہ عجیب خواب دیکھی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے دو بال عطا کئے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الاول دھوپ میں چادر تانے لیٹے ہوئے تھے۔ دفعتاً چادر ہٹا کر فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو دو لڑکے دے گا مبارک ہو۔ چنانچہ جولائی ۱۹۱۱ء اور جولائی ۱۹۱۳ء کو دو لڑکے ان تاریخوں میں پیدا ہوئے اور دونوں کے نام حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے رکھے، کان میں اذان دی اور بعد میں ضرورت کے وقت گھر میں تشریف لاکر بھی ان کو دیکھتے رہے۔ تو رویا کے اندر اس کی صداقت کے نشان بھی موجود ہیں۔ صرف دو بالوں کی خبر تھی اور بالوں سے مراد لڑکے تھے اور ان کی تعبیر حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے وقت سے پہلے کر دی تھی اور دو ہی لڑکے پیدا ہوئے اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی اور دونوں زندہ رہنے والے تھے دونوں کو ہم نے پختگی کی عمر میں دیکھا ہوا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ احمدی خواتین سے مسلسل ساری تاریخ احمدیت میں ذاتی تعلق کے ذریعے اپنی قدرت نمائی کا اظہار فرماتا ہے اور اپنے تعلق کا اظہار فرماتا رہا ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ آئندہ آپ سب کے ساتھ بھی خدا کے پیار اور محبت کا یہی سلسلہ جاری رہے گا۔

نسبتاً آج کی نسل کی باتوں میں میں ایک **ڈاکٹر لطیف احمد صاحب طیب** کی مثال آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ وہ **غانا سے لکھتے ہیں** کہ میری بیوی کو بچے کی پیدائش سے چند دن پہلے خواب آئی کہ گود میں ایک بچہ ہے۔ میری والدہ پوچھتی ہیں کہ یہ تم نے کس کا بچہ اٹھایا ہوا ہے تو بیوی جواب دیتی ہیں کہ آپ اپنے سلطان احمد کو نہیں پہچانتیں۔ اب خواب میں نام بھی بتا دیا گیا اور واقعتہً وہ بچہ پیدا ہوا اور اس کا نام پھر سلطان احمد رکھا گیا جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ایسی بہت کثرت سے مثالیں ہیں جن کے اندر صداقت کے نشان چھپے ہوئے ہیں۔ اور جب تعبیر کھولی جائے تو پھر یقین ہو جاتا ہے کہ یہ نفس کی رویا نہیں ہے مگر چونکہ مجھے خود وقت نہیں مل سکا کہ اپنی

SELF SERVICE/
COIN OPERATED
LAUNDERETTE AND DRY
CLEANING FACILITIES

J & L LAUNDERETTE

159 PARK ROAD
KINGSTON UPON THAMES

Earlsfield
Properties

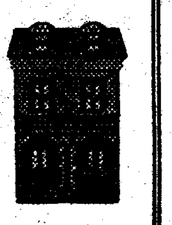

RENTING
AGENTS
081 877 0762

PROPERTIES WANTEDIN
ALL AREAS FOR
WAITING TENANTS

پرانی ڈاک سے چھان بین کر کے ایسے واقعات نکالتا اس لئے جو چند واقعات میرے سامنے رکھے گئے انہی پر اکتفاء کرتا ہوں۔

اب کچھ اور قسم کی رویا ہیں کچھ اور قسم کے شواہد ہیں ان کی مثالیں آپکے سامنے رکھتا ہوں۔ ہماری ہمشیرہ

صاحبزادی امتہ الرشید بیگم میاں عبدالرحیم احمد صاحب لکھتی ہیں تابعین اصحاب احمد جلد سوم میں یہ روایت درج ہے کہ موسم گرما کے ایک رمضان شریف میں، یہ قادیان کی بات ہے، پرانے زمانے کی، ایک رات ناقابل فراموش ہے۔ ہم سب بچوں کی چارپائیوں کے بچھنے کے بعد بہت تھوڑی سی جگہ بچتی تھی وہیں پر آپا جان اور عائشہ پٹھانی، اہلیہ حضرت مولوی غلام رسول صاحب پٹھان، معمولاً تہجد میں درد بھری دعائیں کر رہی تھیں۔ آپا جان سے مراد میری والدہ ہیں۔ کہتی ہیں میں نے دیکھا کہ چندھیادینے والی روشنی سے ہمارا صحن منور ہو گیا ہے۔ مجھے خیال آیا کہ یہ لیلۃ القدر کی روشنی ہے۔ میں نے لیٹے لیٹے شور مچا دیا کہ میرے لئے دعا کریں۔ عائشہ پٹھانی نے بعد میں بتایا کہ یہ روشنی مجھے بھی نظر آئی تھی اور میں اس وقت میاں طاہر کے لئے دعا کر رہی تھی۔ آپا جان کہتی تھیں کہ رشید کے بولنے نے مجھے سب کچھ بھلا دیا اور میں نے اپنی بیٹی رشید کے لئے دعا کرنی شروع کر دی۔ میں بھی یہ روشنی دیکھ رہی تھی جو چند سیکنڈ رہی۔ پس اس نظارے میں تینوں برابر شامل ہوئے اور اس سے یہ ثابت ہوا کہ یہ نفسیاتی کیفیت نہیں تھی بلکہ واقعتاً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روشنی کا نشان دکھایا گیا تھا۔

مائی روڑی صاحبہ ایک چوڑیاں بیچنے والی خاتون تھیں، بہت نیک دعا گو اور صاحب رویا و کشف تھیں۔ آپ سیالکوٹ کی رہنے والی تھیں۔ وہ بتاتی ہیں کہ ایک دفعہ میں سیڑھیوں کے ساتھ والے کمرے میں اپنی چوڑیوں کی گٹھڑی کھول کر بیٹھ گئی یعنی مسجد سیالکوٹ کی سیڑھیوں کے پاس جو چھوٹا سا کمرہ تھا۔ اتنے میں آپ کو آواز آئی کہ جیسے ان سے کوئی کہہ رہا ہے یہاں سے اٹھ جا۔ آپ نے اس پر کوئی توجہ نہ دی۔ دوسری دفعہ پھر آواز آئی تو آپ نے سوچا کہ ابھی اٹھ جاتی ہوں لیکن تیسری دفعہ اس زور سے آواز آئی کہ آپ کہتی ہیں میں نے گھبرا کر اپنی چیزیں اٹھائیں اور فوراً باہر آ گئی۔ جیسے ہی کمرہ سے باہر قدم نکالا اس کمرے کی چھت گر گئی۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس نیک خاتون کی حفاظت فرمائی اور الہاماً اس کو اس جگہ کو چھوڑنے کی تلقین فرمائی۔

صالحہ بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے۔ ان کے متعلق ہے کہ یہ بہت تہجد گذار، رو رو کر دعائیں کرنے والی اور سچے رویا اور کشوف اور الہامات کی حامل تھیں جو ان کو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا تھا۔ یہ کہتی ہیں کہ قادیان میں ایک دفعہ حضرت قاضی عبدالرحیم صاحب کی کوئی رقم تھی جو انجمن کے پاس تھی

1 HOUR
PHOTO PRINTS
SET A PRINT
246, WIMBLEDON PARK
ROAD, SOUTHFIELDS,
LONDON SW18
PHONE 081 780 0081

اور وہ معاملہ طے نہیں ہو رہا تھا اور ان کو بہت پریشانی تھی تو رویا میں ان کو بتایا گیا کہ ہمارے گماشتے سے کہو اب گماشتے کا ان کو ترجمہ بھی نہیں آتا تھا۔ یہ لفظ بھی پہلے نہیں سنا تھا۔ تو بعد میں پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ ہمارے نمائندے سے کہو۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ نے وہ معاملہ دیکھا اور فوراً اس رقم کے ادا کرنے کا ارشاد فرما دیا۔ تو بعض دفعہ الہامات اور رویا میں ایسے الفاظ دکھائے جاتے ہیں جن کو دیکھنے والا یا سننے والا جانتا نہیں ہے اور ان الفاظ کی لاعلمی کی وجہ سے رویا کے اندر اس کی اپنی صداقت کا نشان موجود ہوتا ہے۔

چوہدری ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ اسد اللہ خان یعنی چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے چھوٹے بھائی کہتے ہیں جب چھوٹی عمر کا تھا اس سے سلیٹ گم ہو گئی یا ٹوٹ گئی اور والدہ صاحبہ اس سے بہت خفا ہوئیں کہ ہر چند دن کے بعد نئی سلیٹ لیتے ہو اسے توڑ دیتے ہو یا گم کر دیتے ہو۔ والدہ صاحبہ کے خفا ہونے سے وہ بہت سہم گیا۔ اسی رات والدہ نے رویا میں دیکھا کہ ایک نہایت نورانی شکل سفید پوش بزرگ فرما رہے ہیں آپ نے ایک چار آنے کی چیز ضائع ہو جانے پر ہمارے بندے پر اس قدر غضب کا اظہار کیا یہ لیجئے چار آنے میں دیتا ہوں اور انہوں نے ایک چمکتی ہوئی چونی والدہ صاحبہ کے ہاتھوں میں تھما دی۔ والدہ صاحبہ بیدار ہوئیں تو فجر ہونے کو تھی لوٹے میں پانی لے کر وضو کے لئے اوپر کی منزل پر گئیں۔ چاندنی ہو رہی تھی جب چھت پر آسمان کے نیچے پہنچیں تو کوئی چمکتی ہوئی چیز تیزی سے آسمان سے گرتی ہوئی دیکھی وہ چیز لوٹے کے ساتھ آکر ٹکرائی اور ٹکرانے کی آواز ایسی تھی کہ گویا یہ چیز کوئی چاندی کی یا کسی اور دھات کی چیز ہے۔ یہ زمین پر گر گئی۔ والدہ صاحبہ نے اسے اٹھا لیا اور دیکھا کہ وہ ایک چمکتی ہوئی چونی ہے۔ والدہ صاحبہ نے اسے تبرک کے طور پر جیب میں ڈال لیا۔ کچھ دن تو اسے احتیاط سے الگ سنبھالے رکھا لیکن چند دن کے بعد وہ گم ہو گئی۔ اس ضمن میں، میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے تصرف کے تابع ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ جن سے اگرچہ مادہ نیا وجود میں نہیں آتا لیکن بعض چیزیں اس تصرف کے تابع عین وقت کے اوپر نمودار ہو جاتی ہیں۔ چیلوں میں یہ عادت ہے کہ وہ چمکتی ہوئی چیزیں خصوصاً چاندی کی چیزیں اٹھا کر اپنے گھونسلے میں جمع کرتی ہیں اور پنجاب میں خصوصیت کے ساتھ یہ تجربہ عام ہے کہ چیلوں کے گھونسلوں میں چمکتی ہوئی چیزیں خصوصاً چاندی کی چیزیں نظر آ جاتی ہیں۔ تو عین ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کے تصرف سے صبح سویرے چاند کی روشنی میں کسی چیل کو جگا دیا ہو اور وہ اپنی چونی لے کر چل پڑی ہو اور عین اس جگہ جا کے گری جہاں چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ کی والدہ لوٹا لے کر نکل رہی تھیں اور لوٹے سے ٹکرائی تا کہ ان کو پتہ لگ جائے کہ رات جو پیغام دیا تھا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا اور اس چونی کو انہوں نے پھر اپنے پاس تبرکاً کچھ دیر کے لئے رکھ بھی لیا۔

آج کل کے زمانے میں، میں نے آتے ہوئے ہدایت کی تھی کہ کچھ نو مبائع احمدی خواتین کے واقعات بھی اکٹھے کریں لیکن افسوس ہے کہ وقت کم تھا اس لئے صرف امریکہ سے ایک واقعہ کی اطلاع ملی حالانکہ میں جانتا ہوں کہ مجھ سے کئی دفعہ ملاقات کے وقت بھی اور خطوں کے ذریعے بھی نو مبایعین یورپین یا امریکن خواتین نے اپنے روحانی تجربوں کا ذکر کیا ہے۔ اور ایسے رویا بتائے ہیں جن سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ان سے ایک زندہ تعلق قائم ہو گیا ہے لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے وقت کی کمی کی وجہ سے وہ واقعات اس وقت اکٹھے نہیں ہو سکے صرف ایک واقعہ

شکوریہ نوریہ نے یونائیٹڈ سٹیٹس سے جو لکھا تھا وہ میرے سامنے ہے وہ کہتی ہیں کہ بیعت کرنے کے بعد خواب میں دیکھا کہ مشن ہاؤس گئی ہوں بہت سی خواتین اور بچیوں نے میرا استقبال کیا ہے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کون سی جگہ ہے تو انہوں نے کہا جنت ہے اور ہم سب آپ کا گھر سجانے آئی ہیں۔ اس کے بعد مجھے اپنا گھر شفٹ کرنا پڑا یعنی ارادۃً نہیں بلکہ مجبوراً اور جو نیا گھر ملا وہ مسجد کے پاس ملا۔ اور اس کے بعد نیا گھر سجانے کے لئے احمدی خواتین اور بچیاں اکٹھی ہو گئیں اور میرا گھر سجا دیا۔ تو جنت سے مراد یہ ہے ایسا گھر جو جنت نشاں ہو جہاں اللہ کی باتیں ہوتی ہوں جہاں خدا کے تعلق کے نشان ملتے ہوں۔

سکینہ بی بی صاحبہ اہلیہ نور محمد صاحب دار الرحمت وسطی ربوہ بیان کرتی ہیں کہ گوجرانوالے میں ایک مولوی پاس والی مسجد میں بہت بدزبانی کیا کرتا تھا ایک دن آپ نماز تہجد پڑھ رہی تھیں کہ اس نے لاؤڈ اسپیکر پر احمدیوں کے خلاف جلوس نکالنے کا اعلان کر دیا۔ وہ کہتی ہیں میں نے رو رو کر اللہ سے دعا کی اللہ آج ان ظالموں سے بچا لے ابھی سجدے میں ہی تھیں کہ اچانک اس نے اعلان کیا کہ یہ جلوس ملتوی کیا جاتا ہے کیونکہ میری ماں کو ہارٹ اٹیک ہو گیا ہے اور ابھی مجھے خبر ملی ہے اس لئے میں اپنے گاؤں جا رہا ہوں۔ تو ادھر دعا کی ادھر فوری طور پر اس کی قبولیت کا نشان ظاہر ہوا حالانکہ ہارٹ اٹیک اس کی والدہ کو پہلے ہو گیا تھا لیکن خدا تعالیٰ ٹائمنگ ایسے کرتا ہے، وقت کو ایسے ملاتا ہے کہ دعا کرنے والے کو فوراً اپنی دعا کا جواب ملتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اس طرح اس کے دل میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایمان مزید افزائش پاتا، بڑھتا اور طاقتور ہوتا ہے۔

محترمہ زینب بی بی صاحبہ اہلیہ میاں چراغ دین صاحب مرحوم بہت مستجاب الدعوات خاتون تھیں یعنی ان کی دعائیں بکثرت قبول ہوتی تھیں۔ صاحب کشوف و رویا تھیں۔ آپ ایک دفعہ گھر پر اکیلی تھیں دروازہ کھٹکا اور کچھ لوگ جن کے چہرے بہت نورانی تھے گھر کے اندر داخل ہوئے اور آپ کو یہ کہہ کر کہ ہم پھر آئیں گے واپس چلے گئے۔ کچھ دیر بعد وہ لوگ دوبارہ آئے اور گھر میں داخل ہونے کے بعد مختلف کمروں میں گئے۔ ان کے ہر طرف جانے سے روشنی ہی روشنی ہو جاتی تھی۔ آپ انہیں دیکھ کر خوفزدہ ہو گئیں۔ آپ کو گھبرائے ہوئے دیکھ کر انہوں نے تسلی دی کہ فکر نہ کریں اللہ تعالیٰ آپ پر بہت فضل فرمائے گا۔ اس کے بعد یہ نورانی چہروں والے وجود غائب ہو گئے۔ یہ روایت اس لئے میں نے چنی ہے کہ زینب بی بی صاحبہ کے متعلق یہ قطعی شہادت ہے کہ وہ بہت صاف گو پاک خاتون تھیں اس لئے ان کا یہ تجربہ واقعتاً ایسا ہی ہوا ہے اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

امتہ الرشید فرحت صاحبہ اہلیہ حبیب اللہ خان صاحب مرحوم پارٹیشن کے بعد بدو ملہی ضلع سیالکوٹ میں رہائش پذیر ہوئیں۔ اپنے جذبہ خدمت دین کے تحت لجنہ کو منظم کیا، اجلاسات اور جلسے کروانے لگیں۔ جس کی وجہ سے غیر احمدی ملاؤں کی نظر میں کھٹکنے لگیں۔ چنانچہ مسجد کے ملاں نے آپ کا نام لے لے کر مسجد میں اعلان کروایا کہ یہ مرزائی عورت اپنے کاموں سے باز آ جائے اور ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف نہایت غلیظ زبان استعمال کی۔ اب یہ اس مولوی کا روزمرہ کا دستور بن گیا ہر روز مسجد جا کر لاؤڈ سپیکر پر اس کا نام لے لے کر گالیاں دیتا اور لوگوں کو بھڑکاتا اور ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں بھی بدزبانی کرتا تھا۔ کہتی ہیں اس پر میرے دل میں یہ بڑے زور سے خیال پیدا ہوا کہ میں اسے متنبہ کروں۔ چنانچہ اپنے بیٹے کی جیب میں جو سات آٹھ سال کا تھا یہ خط اس کے نام بھجوایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خدا نے وعدہ فرمایا ہے کہ آپ کے دشمنوں کو ذلیل و رسوا کرے گا اور ایک یہ بھی خبر ہے کہ وہ ابتر ہو کر مریں گے۔ اس لئے میں تمہیں ابتر ہونے سے ڈراتی ہوں۔ خدا کا خوف کرو ورنہ تم لاولد مر جاؤ گے اور خدا کے غضب کا نشانہ بن جاؤ گے۔ یہ رقعہ پڑھ کر وہ مولوی اور بھی زیادہ بھڑک اٹھا اور پہلے سے بڑھ کر اس نے بدزبانی شروع کر دی۔ روزانہ فجر کی نماز کے بعد گالیاں دیتا تھا اور خط کا حوالہ بھی دیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ دیکھو مجھے ابتر ہونے سے ڈرایا جا رہا ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ کی غیرت نے جوش مارا۔ چند ماہ نہ گزرے تھے کہ اس کا اکلوتا بیٹا معمولی سی بیماری سے اس دنیا سے کوچ کر گیا اور یہ مخالف ابتر ہو کر ہمیشہ کے لئے عبرت کا نشان بن گیا۔

سلمیٰ فیض صاحبہ جو میری دودھ کی بہن ہیں ہم سب نے، بہنوں نے اور میں نے ان کی والدہ کا دودھ پیا ہوا ہے۔ کیونکہ ہر دفعہ ان کے ہاں بھی کوئی بچہ ایسا ہوا کرتا تھا کہ ہم اس وقت ان کا دودھ پی سکتے تھے۔ میری والدہ کے دودھ کم اترا کرتا تھا پس ان کی وجہ سے ہمیں یہ توفیق مل جاتی تھی کیونکہ ان کو دودھ زیادہ اترا کرتا تھا تو دونوں کے بچے اس طرح پل جاتے تھے۔ تو سلمیٰ فیض صاحبہ لکھتی ہیں کہ ستمبر ۱۹۷۴ء میں میرے میاں چونیاں ضلع قصور میں گورنمنٹ ہائی اسکول میں ہیڈ ماسٹر تھے۔ موسم گرما کی تعطیلات گزارنے کے بعد انہوں نے وہاں جانا ضروری سمجھا۔ میں اور میرا سب سے چھوٹا بیٹا ساتھ تھے۔ پتوکی اور چونیاں کے درمیان محکمہ انہار کے سرکاری بنگلے میں ہمارے ایک احمدی دوست محمد یحیٰ

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

MORSONS CLOTHING
Ladies and Children Clothing
Specialists in
SCHOOL UNIFORMS
Main Showrooms:
682/4 Uxbridge Road, Hayes,
Tel 081 573 6361/7548
Kidswear Showroom:
54 The Broadway, Ruislip Road,
Greenford
Ladieswear Showrooms:
34 The Broadway, Ruislip Road,
Greenford
Children and Ladieswear
Showrooms:
51 High Street, Wealdstone

خطبہ جمعہ

ایک نسل جو آکر گزر جاتی ہے وہ کبھی نہیں مرتی اگر ان کی خوبیاں اگلی نسل میں زندہ رکھی جائیں اور ان کی حفاظت کی جائے۔ مرتے وہ لوگ ہیں جنکی قدریں ان کے ساتھ مرجاتی ہیں۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۲۱ اکتوبر ۱۹۹۴ء مطابق ۲۱ اخاء ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام نیویارک (امریکہ)

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

اس دفعہ یونائیٹڈ سٹیٹس اور کینیڈا کے سفر کے دوران مجھے یہاں پانچ جمعے ادا کرنے کی توفیق ملی اور یہ اس سلسلے کا آخری جمعہ ہے جو میں یہاں آج نیویارک میں ادا کرنے کی توفیق پا رہا ہوں۔ مختلف موضوعات پر مختلف جمعوں میں میں نے خطاب کیا۔ دو کینیڈا میں ادا ہوئے اور آج تیسرا یہ ہے اس کو شامل کر کے تین یونائیٹڈ سٹیٹس میں۔

آج کے خطبے کے لئے پہلے تو مختصراً میں اپنے تاثرات آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں میرے سفر کا آغاز لاس اینجلس سے ہوا اور پھر اس کے بعد مجھے سان فرانسسکو جانے کا موقع ملا اور پھر سیئٹل کی جماعت کے ساتھ کچھ گھنٹے گزارنے کی توفیق ملی اور اس کے بعد پھر کینیڈا کا سفر ہوا۔ لاس اینجلس کی جماعت سے متعلق میں بہت اچھے تاثرات لے کر آیا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر شعبے میں، ہر پہلو سے وہاں زندگی کے آثار پہلے سے نمایاں تر ہو چکے ہیں۔ تبلیغ بھی وہ نہایت سنجیدگی اور لگاؤ کے ساتھ کر رہے ہیں اور بہت سے احمدی ہیں جو داعی الی اللہ بن کر ہر پہلو سے خدمت کے کاموں میں مگن ہیں۔ اور جو احباب ان کے تعلق میں ملنے کے لئے آتے رہے ان کے چہروں سے صاف عیاں تھا کہ ان پر ایک عرصے تک محنت ہو چکی ہے۔ بعض دفعہ داعین الی اللہ محض رجسٹر پر نام لکھوا دیتے ہیں اور محنت نہیں کرتے وہ پہچانے جاتے ہیں کیونکہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ جب مجالس سوال و جواب میں ایسے داعین الی اللہ کے محنت کر کے اکٹھے کئے ہوئے لوگ وہاں پہنچتے ہیں تو ان کی طرز سے، ان کی آنکھوں، ان کی اداؤں سے صاف پتہ چلتا ہے کہ پہلے ان پر کوئی کام نہیں ہوا۔ اور ان کے سوالات بھی اسی نوعیت کے ہوتے ہیں لیکن وہ جن پر کام ہو چکا ہو ان کے اندر تبدیلی کے آثار ظاہر ہو چکے ہوتے ہیں۔ ان کے چہروں پر وہ سعادت کا نور آ جاتا ہے جو نور کے قریب ہونے سے طبعاً ظاہر ہونا چاہئے۔ اور وہ پاک علامتیں ظاہر ہوتی ہیں جن کے نتیجے میں ان کے لئے بے اختیار دل میں محبت پیدا ہوتی ہے اور بہت سے ایسے لوگ عملاً پکا ہوا پھل ہوتے ہیں ایسے موقع پر ان کو بہانہ چاہئے اور وہ پھر بہت جلد احمدیت کی آغوش میں آ جاتے ہیں۔ پس اس پہلو سے لاس اینجلس میں مجھے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ محنت دکھائی دی اور جو احمدی اس علاقے میں ہوئے ہیں ان کے اندر پختگی کے آثار بھی تھے اور آئندہ بہت نیک ارادے ظاہر کر رہے تھے لفظوں میں بھی اور ان کی اداؤں سے بھی معلوم ہوتا تھا کہ اس بات میں سنجیدہ ہیں کہ آئندہ وہ اپنے علاقے میں، اپنے ماحول میں، اپنے گرد و پیش بکثرت احمدیت کا پیغام پہنچائیں گے اور بہت گہرا اطمینان ان کے اندر دکھائی دیتا تھا۔ پس اس پہلو سے دعوت الی اللہ کے کام میں خدا کے فضل سے لاس اینجلس میں جو نمونہ قائم ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے ابھی بہت کام ہونے والا ہے اس سے کسی حد تک اطمینان ہوا کہ امریکہ کی سرزمین بھی انشاء اللہ آئندہ دعوت الی اللہ کے کاموں میں زیادہ تیز رفتاری سے آگے قدم بڑھائے گی۔

دوسری جگہوں میں ایسا کوئی نمایاں نظارہ دیکھنے میں نہیں آیا۔ لیکن ایک اور بات جس سے میں عموماً مطمئن ہوا ہوں اور اس میں محض لاس اینجلس کا اعزاز نہیں بلکہ عمومی طور پر امریکہ کے دورے کے دوران کیونکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھے بکثرت احمدی خاندانوں سے ملنے کی توفیق ملتی رہی ہے اور سینکڑوں خاندانوں کے ہزارہا افراد سے بچوں، بڑوں، جوانوں سب سے گفتگو ہوئی اور بعض جگہ چونکہ وقت بہت تھوڑا تھا، ویسے توفیق نہیں ملی مگر اکثر جگہ بیٹھ کر ایک دوسرے سے ایک دوسرے کی دلچسپی کی باتیں کرنے کا موقع ملا۔ اس پہلو سے میں نے دیکھا ہے جو سب سے خوشکن بات مجھے اس دفعہ معلوم ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ ایفرو امریکن نوجوان نسل میں پہلے سے بہت بڑھ کر جماعت سے تعلق پیدا ہوا ہے۔ اس سے پہلے میں ہمیشہ یہ شکوہ لے کر واپس جایا کرتا تھا کہ پہلی نسل کے مخلصین تو اسی طرح قائم ہیں مگر آگے اپنی آئندہ نسلوں میں انہوں نے احمدیت کی اقدار کو بڑھایا نہیں اور " يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ (الحشر: ۱۹) کے پیغام کو نہ سمجھا نہ اس پر عمل کیا چنانچہ بکثرت ایسے خاندان میرے علم میں آتے رہے جن کے بڑے تو اسی طرح اخلاص میں قائم رہے مگر نسلیں ہاتھوں سے پھسل گئیں اور واپس دنیا داری کی طرف لوٹ گئیں۔ بعض ایسے بھی واقعات ہوئے جو بہت تکلیف دہ تھے کہ اگر عیسائیت سے وہ خاندان آیا تو اگلی نسل رفتہ رفتہ سرکتی ہوئی واپس عیسائیت میں چلی گئی۔ اس سے معلوم ہوتا تھا کہ باشعور طور پر انہیں اپنے ساتھ لگائے رکھنے کی کوشش نہیں ہوئی۔ اور جو خاندانی تعلقات کے اسلامی تصورات ہیں ان کے مطابق خاندانی تعلقات کو ڈھالا نہیں گیا ورنہ یہ ناممکن ہے کہ ماں باپ اسلامی قدروں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے بچوں سے پیار اور تعلق رکھیں، انہیں اپنے قریب کریں اور اپنے گھروں کو ان کی دلچسپیوں کا مرکز بنائیں اور پھر بھی وہ بچے سرک کر باہر نکل جائیں، یہ فطرت کے خلاف بات ہے۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ کیسی ہی زہریلی سوسائٹی کیوں نہ ہو جہاں خاندانوں کے تعلقات اسلامی اقدار کے مطابق باندھے جاتے ہیں اور انہیں قائم رکھا جاتا ہے وہاں اگلی نسلیں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ محفوظ رہتی ہیں اور باہر سے زیادہ ان کا دل گھر میں لگتا ہے۔ پس اس پہلو سے میں نے دیکھا ہے کہ امریکہ میں بہت ہی اچھے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے بھی جو امریکن بچے یعنی پاکستان سے آکر بنے ہوئے امریکن نہیں بلکہ یہیں کی زمین کی پیداوار اور یہیں پلنے بڑھنے والے بچے اللہ کے فضل سے ایسا گہرا تعلق رکھنے لگ گئے ہیں کہ ان کو دیکھ کر حیرت ہوتی تھی اور ان کی محبت آئندہ اس اسلام کے خوش آئند مستقبل کی ضمانت دے رہی تھی۔ پس اس پہلو سے ابھی ہمیں اور کام کرنے کی ضرورت ہے احمدی خاندانوں میں جو باہر سے آکر یہاں بسے ہیں ان میں ابھی مزید اس پہلو سے اصلاح کی ضرورت ہے۔ بہت سے بچے میں نے ان میں سے ایسے دیکھے ہیں جن کی نظروں میں غیریت آ چکی تھی۔ جن میں معلوم ہوتا تھا کہ وہ مل کر کچھ اثر تو قبول کر رہے ہیں لیکن ماں باپ کے دباؤ کے نیچے یا مشوروں کے مطابق منت سماجت کے نتیجے میں وہ اس موقع پر پہنچ گئے ہیں مگر خود دل کے شوق سے نہیں آئے۔ اور ان کی اجنبیت ان کے لباس، ان کے رنگ ڈھنگ، ان کے اٹھنے بیٹھنے، ان کے دیکھنے کی طرز سے بالکل ظاہر ہوتی تھی۔ تو ایسے موقعوں پر میں کوشش تو کرتا ہوں کہ ان سے ذاتی تعلق قائم ہو اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی آنکھوں میں بسا اوقات ملاقات کے ختم ہونے سے پہلے پہلے ہی پاک تبدیلیاں دکھائی دینے لگتی ہیں۔ مگر یہ چند لمحوں کا کام نہیں اس کے لئے لمبی محنت کی ضرورت ہے، حکمت کی ضرورت ہے۔

وہ ماں باپ جو اپنے بچوں سے پیار ہی نہیں عزت کا سلوک بھی کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی نظم و ضبط کو بھی قائم رکھتے ہیں وہی ہیں جو کامیاب ہیں اور جن کے متعلق کسی حد تک اطمینان سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ آئندہ اچھی نسل آگے بھیجیں گے اور اطمینان کے ساتھ خدا کے حضور لوٹیں گے کہ ہماری نسلیں بھی انہی قدروں پر قائم ہیں جو قدریں ہم نے اپنے آباؤ اجداد سے ورثے میں پائی تھیں۔ پس اس پہلو سے جو اب زیادہ قابل فکر پہلو یہ ہے کہ جو باہر سے آکر یہاں آباد ہوئے ہیں اور بہت بڑی تعداد ایسوں کی ہے جن کے اقتصادی معیار پہلے بہت چھوٹے

تھے اور یہاں آکر دنیا داری کے اثرات ان کے چہروں پر دکھائی دینے لگے ہیں۔ بچوں ہی میں نہیں، بعض دفعہ بڑوں میں بھی میں نے دیکھا بعض خواتین آئی ہیں جو ساری عمر ربوہ میں پلنے والی، وہاں پردوں کی پابند اور حیادار یہاں آتے ہی ان کو پردے سے حیا ہو گئی ہے بجائے غیروں سے حیا کے۔ اور برقعہ معلوم ہوتا تھا وقتی طور پر مجھے دکھانے کے لئے استعمال ہوا ہے اور جب باہر موقع ملا جانے کا برقع اتارا اور بغل میں دبایا اور پھر اسی دنیا میں واپس لوٹ گئیں جہاں سے عارضی طور پر چھٹی لے کر ملنے آئی تھیں۔ یہ نظارے بہت ہی تکلیف دہ ہیں میں ان لوگوں کے ماں باپ کو بھی جانتا ہوں۔ غریبانہ زندگی مگر بہت ہی اخلاص تھا اور اخلاص کے نتیجے میں وہ روحانی طور پر بہت امیر لوگ تھے۔ تو جو دولت رکھنے کے لائق تھی وہ پھینک دی اور جو بے اعتنائی کے لائق تھی اس کے غلام بن گئے یہ کوئی اچھا سودا نہیں ہے۔ اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ جماعت امریکہ کو باقاعدہ منصوبہ بنا کر مزید اصلاح کی کوشش کرتے رہنا چاہئے اور ان لوگوں کو اپنے آباؤاجداد کی یادیں زندہ رکھنے میں مدد دینی چاہئے۔ یہ ایک بہت ہی اہم کام ہے جس کی طرف میں نے ایک دفعہ افریقہ کے دورے میں توجہ دلائی تھی اور بعض ملکوں نے اس پر عمل در آمد بھی کیا اور بہت فائدہ پہنچا۔

یہ بہت ضروری ہے کہ ہم ان خاندانوں کو جو بہت بزرگ لوگوں کی اولاد تھے۔ مشہور نہیں بھی تھے تو بزرگ تھے۔ سادہ، غریبانہ کپڑوں میں پھرنے والے اہل اللہ لوگ تھے۔ جن کی دعائیں قبول ہوتی تھی۔ جن پر دن رات اللہ تعالیٰ کی قربت کے نشان اترا کرتے تھے۔ ان لوگوں کی نسلوں کو ان کے آباء و اجداد کا روشن ماضی بتائیں تاکہ اس روشنی سے کچھ حصہ لے کر ان کا حال روشن ہو جائے۔

ہم میں سے وہ لوگ جو پاکستان سے یہاں آباد ہوئے ہیں وہ بھی اور وہ لوگ جو یہاں اسلام میں داخل ہوئے ہیں وہ بھی اپنا بہت شاندار ماضی ضرور رکھتے ہیں۔ کیونکہ بہت سے افریقن احمدی اور بعض ان میں سفید رنگ کے، سفید فام احمدی بھی ہیں انہوں نے خود اسلام قبول نہیں کیا ان کے آباؤاجداد نے قبول کیا اور اس کے نتیجے میں انہوں نے قربانیاں بھی دیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت معجزے بھی دیکھے۔ چنانچہ ان بزرگوں کی یاد کو تازہ رکھنا اور بار بار یاد دلاتے رہنا یہ کام ایک منظم کوشش کو چاہتا ہے اس پہلو سے یہاں کے جو رسائل ہیں ان میں یہ ذکر خیر جاری رہنا چاہئے اور آئندہ نسلوں کو ان کے آباؤاجداد کی باتیں بتاتے رہنا چاہئے کہ انہوں نے کس قیمت پر احمدیت حاصل کی تھی اور کیسی کیسی قربانیاں اس راہ میں دی تھیں۔ بہت سے ایسے خاندان میری نظر میں ہیں جن میں یہ کمزوریاں واقع ہوئی ہیں لیکن ان کے آباؤاجداد نے بہت عظیم الشان قربانیاں دین کو حاصل کر کے اس کو قائم رکھنے کے لئے دیں۔ اور تمام عمر وہ یہ قربانیاں پیش کرتے رہے۔ ان کی روحوں کو اگر طمانیت پہنچانی ہے، اگر ان سے محبت ہے، ان کے احسانات کا حق ادا کرنا ہے تو سب سے اعلیٰ طریق یہ ہے کہ انہی کی قدروں کو اپنی ذات میں زندہ رکھیں۔ ایک نسل جو آکر گزر جاتی ہے وہ کبھی نہیں مرتی اگر ان کی خوبیاں اگلی نسل میں زندہ رکھی جائیں اور ان کی حفاظت کی جائے۔ مرتے وہ لوگ ہیں جن کی قدریں ان کے ساتھ مر جاتی ہیں۔ اور قدروں کے ساتھ ہی عزتیں وابستہ ہوتی ہیں۔ قدروں کے ساتھ ہی محبتیں وابستہ ہوتی ہیں۔ اگر ایک انسان غریب ماں باپ کا بیٹا ہو اور ترقی کر جائے اور ماں باپ کی قدریں کھو بیٹھا ہو تو وہ ماں باپ اس پر بوجھ بن جاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں ان کے ساتھ میرا میل جول، لوگوں کا دیکھنا کہ میرے ماں باپ کس زمانے کے لوگ ہیں، کیسا رہن سہن ہے، میرے لئے شرمندگی کا موجب ہوگا۔ کیونکہ ان کی نظر میں دنیا کی قدریں بچ جاتی ہیں اور ماں باپ کے اعلیٰ اخلاق اور ان کے روحانی مقامات ان کی نظر میں کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ وہ جن کی نظر میں یہ حقیقت رکھتے ہیں انکو دنیا کی نظروں کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ ان قدروں سے وابستہ ہوتے ہیں۔ وہ بڑی عزت اور محبت اور احترام سے ان لوگوں کو، اپنے بزرگوں کو دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور ان کی عزت کی وجہ سے دنیا بھی ان کا بہت احترام کرتی ہے۔ ان کی غربت اور سادگی دنیا کو انہیں چھوٹا نہیں دکھاتی بلکہ اور بڑا کر کے دکھاتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ عظمت نہ کپڑوں سے وابستہ ہے، نہ دولت سے وابستہ ہے۔ اعلیٰ اقدار ہی سے وابستہ ہے اور اہل نظر پہچانتے ہیں اور جانتے ہیں کہ کون سی باتیں قدر کے لائق ہیں۔ اس لئے بعض دفعہ بعض احمدی خاندان بے وجہ خوبیوں سے شرمندہ ہوتے پھرتے ہیں اور بدیوں کو اعزاز سمجھتے ہیں جبکہ دنیا والے جانتے ہیں کہ خوبیاں ہی قابل قدر ہیں اور قابل احترام ہیں۔ مجھے یاد ہے قادیان میں جب باہر سے بعض معززین آیا کرتے تھے یعنی دنیا کے لحاظ سے بڑے لوگ وہ مطالعہ کے لئے آتے تھے سب سے زیادہ وہ قادیان کی سادگی اور غریبانہ زندگی سے متاثر ہوتے تھے۔ اور حقیقت میں کبھی اگر گودڑیوں میں لعل دکھائی دیتے تھے تو قادیان کا وہ زمانہ تھا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ ان گلیوں میں پھرتے اور پرانی اقدار کا نور لئے پھرتے تھے جس سے وہ گلیاں روشن دکھائی دیتی تھیں۔ وہ عجیب زمانہ تھا۔

بزرگوں کی یاد کو تازہ رکھنا اور بار بار یاد دلاتے رہنا یہ کام ایک منظم کوشش کو چاہتا ہے۔

میں نے بارہا دیکھا ہے کہ باہر سے آنے والے ایک رات بعض دفعہ گزار کر جاتے تھے ان کی کایا پلٹ جاتی تھی ایک دفعہ میرے گورنمنٹ کالج کے ایک دوست جو میرے ساتھ وہاں رہتے تھے جماعت میں اگر کوئی دلچسپی تھی تو میری وجہ سے ایک تعلق تھا مگر دل میں کوئی ایسی تبدیلی نہیں پیدا ہوئی کہ گویا وہ جماعت کی بحیثیت جماعت قدر کریں اور عزت کریں۔ وہ سمجھتے تھے ایک شخص ہے بس اس سے تعلق ہے۔ ایک دفعہ ان کو میں نے قادیان بلایا اور غالباً ایک دو راتیں ٹھہرے ہیں وہاں اور جاتی دفعہ ان کی آنکھوں میں آنسو۔ کہتے تھے مجھے تو دنیا میں جنت کا آج پتہ لگا ہے کیا ہوتی ہے۔ اور وہ غریب لوگ تھے جو بسنے والے، وہاں کوئی شان و شوکت نہیں تھی یہ اس زمانے کی بات ہے جبکہ قادیان میں گنتی کی دو یا چار کاریں ہوں گی اور وہ بھی جب نکلتی تھیں تو احتیاط سے چلا کرتی تھیں کہ لوگوں پر گرد نہ پڑے۔ سڑکیں بھی ٹوٹی پھوٹی، گڑھوں والی اور غریبانہ زندگی، لیکن عظمت کردار نمایاں تھی اور وہ گلیاں دن کو بھی روشن رہتی تھیں، رات کو بھی روشن رہتی تھیں اور ان میں کبھی کوئی جھجک پیدا نہیں ہوئی دنیا کے سامنے۔ بڑی عزت سے سر اٹھا کر چلتے تھے اور جانتے تھے کہ یہی قدریں ہیں جو تحسین کے لائق ہیں باقی دنیا بے چاری محروم ہے۔ وہ تکبر سے عاری تھے باقی دنیا کو حقارت سے نہیں دیکھا کرتے تھے عزت سے ملتے تھے، جھک کر ملتے تھے مگر ان سے متاثر ہو کر نہیں، اپنی اعلیٰ قدروں کی وجہ سے۔ جنہوں نے انہیں انکسار بھی سکھایا اور بتایا کہ یہ اعلیٰ قدریں تکبر پیدا کرنے کے لئے نہیں بلکہ انکسار پیدا کرنے کے لئے ہیں۔

پس اسلامی قدریں ایک ایسی اعلیٰ دولت ہے جیسا کہ مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ اسلام نے جو خدا کا تصور پیش کیا ہے یہ اس لائق ہے کہ جان دے کر بھی ملے تو لیا جائے۔ یہ ایک انمول خزانہ ہے۔ پس احمدیت کچھ تو عقائد سے وابستہ ہے اور وہ عقائد بھی اللہ کے فضل سے روشن اور زندہ رہنے والے اور غالب آنے والے ہیں۔ لیکن کچھ قدروں سے وابستہ ہے جو ہماری ذات میں زندہ رہتی ہیں۔ ان قدروں کو زندہ رکھیں گے تو آپ کے عقائد میں دنیا دلچسپی لے گی ورنہ عقائد کیسے ہی روشن اور مضبوط اور دلائل میں قوی کیوں نہ ہوں، دلائل کے قوی سہارے کیوں نہ رکھتے ہوں، عقائد کی طرف توجہ نہیں جایا کرتی جب تک ان عقائد کے رکھنے والوں کے عظیم کردار کو انسان مشاہدہ نہ کرے۔ پس اس پہلو سے یہ بہت ضروری ہے کہ ہم ان خاندانوں کو جو بہت بزرگ لوگوں کی اولاد تھے۔ مشہور نہیں بھی تھے تو بزرگ تھے، سادہ غریبانہ کپڑوں میں پھرنے والے اہل اللہ لوگ تھے، جن کی دعائیں قبول ہوتی تھیں، جن پر دن رات اللہ تعالیٰ کی قربت کے نشان اترا کرتے تھے، ان لوگوں کی نسلوں کو ان کے آباؤاجداد کا روشن ماضی تو بتائیں تاکہ اس روشنی سے کچھ حصہ لے کر ان کا حال روشن ہو جائے۔ اور وہ اس دنیا کے اندھیروں کو اس مستعار روشنی کے ذریعے روشن کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر یہ جماعت نے منظم کوشش نہ کی تو مجھے ڈر ہے کہ یہاں کا معاشرہ ایسا ہے، یہاں کی تہذیب ایسی ہے کہ لوگ سرکتے سرکتے، رفتہ رفتہ دور ہٹنے لگیں گے اور بہت نہیں تو کم سہی مگر ہیں ضرور جو ہٹ چکے ہیں۔ اور جہاں ماں باپ کی نظریں بدلیں وہاں اولاد کی نظریں اور زیادہ بدل جاتی ہیں۔ پس ان قدروں کی حفاظت کے لئے آپ جتنی بھی توجہ کریں گے کم

MOST AUTHENTIC
INDIAN FOOD
GRANADA
TAKE AWAY
202 ROUNDHAY ROAD
LEEDS
TELEPHONE 0532 487 602

TO ADVERTISE IN THE
AL FAZL INTERNATIONAL
PLEASE CONTACT
NOEEM USMAN MEMON
081 874 8902/ 081 875 1285
OR FAX YOUR ADVERT FOR
A QUOTE ON 081 875 0249

ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جہاں تک لاس اینجلس اور واشنگٹن اور دیگر جگہوں پہ جلسوں کا انتظام تھا۔ اور جلسے نہیں تھے تو مل بیٹھنے کا انتظام تھا وہاں سب جگہ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ جماعت نے غیروں کے ساتھ ملاپ میں کسی قسم کا احساس کمتری نہیں دکھایا اور پردے کا خیال رکھا۔ احمدی خواتین الگ بیٹھتی تھیں اور مہمان مرد الگ بیٹھتے تھے اور ہر پہلو سے اس کو کھل کر بڑے فخر، یعنی فخر کے معنی تکبر نہیں، بلکہ اس احساس کے ساتھ کہ ہماری قدر اونچی ہے، انہوں نے اس پر عمل کیا اور کہیں بھی مجھے کوئی کسی قسم کی شرمندگی دکھائی نہیں دی کہ اوہو یہ تو مغربی تہذیب ہے لوگ کیا کہیں گے یہ عورتیں کیسی ہیں یہ الگ کیوں بیٹھی ہوئی ہیں ان کے مرد کیسے بدھو اور جاہل ہیں کہ اپنی عورتوں کی نمائش نہیں کر رہے۔ کوئی ایسا تصور ان کے قریب بھی نہیں پھٹکا۔ مجھے افسوس ہے کہ اس پہلو سے نیویارک وہ نمونہ نہیں دکھا سکا جو اس سے پہلے جماعتیں دکھاتی رہیں۔ اگرچہ یہاں کا اجلاس کہہ لیں یا ملن پارٹی تھی وہ کئی پہلوؤں سے پہلی جگہوں کی نسبت زیادہ بہتر طور پر منظم تھی اور بہت محنت کی گئی تھی۔ بہت اچھے اچھے لوگوں کو بلایا گیا تھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہ بہت نیک تاثر لے کر لوٹے ہیں۔ لیکن ایک پہلو سے یہ تقریب میرے لئے مسلسل شرمندگی کا موجب رہی کیونکہ میں نے دیکھا کہ بعض مردوں کی میزوں میں احمدی خواتین جو حیادار خاندانوں سے تعلق رکھتی تھیں، وہ بیٹھی ہوئی تھیں اور بے جھجک ان لوگوں سے باتیں کر رہی تھیں۔ شاید ان کے خاوندوں نے کہا ہو کہ ہم اپنے دوستوں میں ذلت محسوس کریں گے اگر تم الگ بیٹھو گی اور وہ کہیں گے کہ تم کیسے پرانے زمانے کے لوگ ہو جو مل جل کر ہمارے اندر نہیں بیٹھتے۔ شاید اس وجہ سے وہ مجبور ہوئے ہوں کہ عام روز مرہ ان کا یہی دستور تھا اور اب ان میں تبدیلی کرنے کا کوئی جواز دکھائی نہیں دیتا تھا۔ میری موجودگی ہی ایک جواز تھا لیکن ان کا اثر ان پر اتنا غالب آچکا تھا کہ وہ مجھ سے شرمندہ ہونا منظور کر گئے اور مجھے شرمندہ کرنا قبول کر لیا لیکن اپنے دوستوں سے شرمندہ ہونا انہوں نے منظور نہ کیا۔ ایسے موقع پر اگر کثرت کے ساتھ دوسرے مہمان نہ ہوتے تو میں اٹھ کر چلا آتا کیونکہ میری موجودگی کی بہت سی ذمہ داری مجھ پر پیدا ہوتی ہے۔ اگر میں ایسی مجلس میں بیٹھا رہوں تو آئندہ تاریخ غلط استنباط کر سکتی ہے۔ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ فلاں وقت ہم نے خود دیکھا ہے خلیفہ وقت بیٹھا ہوا تھا اور خوب مزے کی مجلس تھی اور احمدی خواتین غیروں کی میزوں میں ساتھی بیٹھی ہوئی ان کے ساتھ گپ شپ مار رہی تھیں تو تمہیں خلیفہ سے زیادہ اسلامی قدروں کا احساس ہے جو آج ہمیں ٹوک رہے ہو۔ یہ بات نہایت ہی خطرناک ہے اور میں جماعت نیویارک کی دل شکنی نہیں کرنا چاہتا تھا مگر یہ مجبوری ہے جس کی وجہ سے مجھ پر لازم ہو گیا ہے کہ تاریخی حقائق کو کھول کر آپ کے سامنے رکھوں۔ وہ وقت ایسا تھا، وہ حالات ایسے تھے کہ میں کھلم کھلا اپنی ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کر سکتا تھا اور ان کا گویا زبان حال سے مجھے یہ پیغام تھا کہ اب بتائیں آپ کیا کر سکتے ہیں، کوئی سزا دے سکتے ہیں تو دے کے دکھائیں۔ مگر میں تو سزا نہیں دیا کرتا ایسے موقعوں پر، لیکن میں سزا لیا ضرور کرتا ہوں۔ پس ان کو میرا جوابی پیغام یہ تھا کہ تم مجھے سزا دے لو جتنی چاہو میں مجبور ہوں میں نے بعض قدروں کی حفاظت کرنی ہے مگر بعض دوسری قدروں کے تقاضے بھی ہیں جن کے پیش نظر بعض دفعہ انسان بے بس ہو جاتا ہے لیکن یہ بتانا ضروری ہے کہ آئندہ ایسی احتیاط کریں ورنہ مجھے ایسی مجلسوں میں نہ بلایا کریں۔

کیسی ہی زہریلی سوسائٹی کیوں نہ ہو جہاں خاندانوں کے تعلقات اسلامی اقدار کے مطابق باندھے جاتے ہیں اور انہیں قائم رکھا جاتا ہے وہاں اگلی نسلیں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ محفوظ رہتی ہیں۔

احمدی خواتین کو جتنا ان کا بنیادی ضروری حق ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ میں نے ہر موقع پر دیا اور اس بات کی پرواہ نہیں کی کہ ہماری جماعت میں جو زیادہ مولویانہ ذہن رکھتے ہیں وہ مجھ پر کیا کیا اعتراض کریں گے اور کیسے کیسے حملے کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ وہ جو مولویانہ ذہن رکھتے تھے ان کے اندر بھی کچھ ایسی پاک تبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں کہ اب ان کی زبانیں اس طرح نہیں کھلتیں جیسے بعض زمانوں میں کھلا کرتی تھیں۔ اور نظام جماعت کے احترام کے لئے جتنا زور دیا گیا ہے اس کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھا نتیجہ ظاہر ہوا ہے۔ شاذ کے طور پر کبھی مجھے خطوں میں یہ بات لکھ دی جاتی ہے جو کسی کو ناپسند ہو اور میں خطوں ہی میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔ کیونکہ اکثر مجھے معلوم ہے کہ اب وہ بات نہیں کہ مجلسوں میں بیٹھ کر لوگ طعن و تشنیع کریں اور احمدی آرام سے ان کو قبول کریں۔ اب احمدی غیرت کا معیار بھی خدا کے فضل سے اتنا بلند ہو گیا ہے اور خلافت کے ساتھ ذاتی تعلق اللہ تعالیٰ کے فضل سے دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ بجائے کم ہونے کے میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کا معیار بہت بلند ہو رہا ہے۔ اس وجہ سے اب اگر کوئی بیمار دل ہے بھی تو اسے جرأت نہیں ہے کہ کسی احمدی مجلس میں اس طرح خلافت کے کسی کردار کو یا نظام جماعت کو تضحیک کا نشانہ بنائے اور لوگ سن لیں۔ اس لئے بعض بیماریاں وقتی طور پر ان کے لئے ناخوشگوار ماحول کی وجہ سے دبی رہتی ہیں، دب جاتی ہیں مگر چونکہ اپنے طور پر لوگوں کی نظر سے ہٹ کر مجھے خط لکھنا آسان ہے اس لئے ایسے لوگ اپنے دل کا غصہ خطوں کے ذریعے نکال لیتے ہیں مگر بہت کم ہو رہے ہیں۔ اور جو نکالتے ہیں ان کو جب میں جواب دے کر سمجھاتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ شاذ کے طور پر ہی کوئی ہو گا جو اس کو قبول نہ کرے ورنہ اکثر معذرت کا بھی اظہار کرتے ہیں کہتے ہیں ہمیں بات کی سمجھ نہیں آسکی تھی اب سمجھ گئے ہیں اور مطمئن ہیں۔ تو یہ بات ہے جس کے پیش نظر اس موقع پر میرے لئے ضروری تھا کیونکہ یہ ایک پبلک اظہار تھا۔ یہ کوئی پرائیویٹ خط نہیں تھا اور عام کھلے بندوں اگر کوئی ایسا اظہار ہو جس میں میں موجود ہوں اور اس پر ناپسندیدگی کا اظہار نہ کروں، خواہ اس وقت نہیں تو بعد میں سہی تو آئندہ جماعت کی تاریخ بگڑ جائے گی اور اسلامی قدروں کی حفاظت ہمارے لئے آسان نہیں رہے گی۔ اس لئے قطعاً اس بات کی پرواہ نہ کریں کہ دنیا آپ کو کس نظر سے دیکھتی ہے۔

وہ ماں باپ جو اپنے بچوں سے پیار ہی نہیں عزت کا سلوک بھی کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی نظم و ضبط کو بھی قائم رکھتے ہیں وہی ہیں جو کامیاب ہیں اور جن کے متعلق کسی حد تک اطمینان سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ آئندہ اچھی نسل آگے بھیجیں گے اور اطمینان کے ساتھ خدا کے حضور لوٹیں گے۔

بسا اوقات خرابی مردوں میں ہوتی ہے۔ بعض ایسے خاندان ہیں جن کی شادیاں ایک ایسے خاندان میں ہوئیں جن کے لڑکے اللہ کے فضل سے یہاں آنے کے باوجود بڑے مخلص اور جماعت کے کاموں میں پیش پیش تھے مگر احساس کمتری میں مبتلا۔ چنانچہ ان کی لڑکیاں جب وہاں بیاہی گئیں تو مردوں نے کہا کہ ہمارے لئے تو بڑی ذلت کی بات ہے کہ تم پردہ کر کے رہو یا ایسا لباس ہی پہنو کہ لوگوں سے الگ چھپتی پھرو یا ہمارے ساتھ مل کر مکس پارٹیوں میں نہ جاؤ۔ ہم نیک ہیں، مخلص ہیں، چندے دیتے ہیں لیکن یہ بات ہمیں پسند نہیں کہ تم پرانے زمانے کی قدروں کو ہمارے اوپر وارد کرو۔ ایسی ایک ماں نے مجھ سے ذکر کیا وہ رو رہی تھی کہ میں کیا کروں۔ میری بچی کا بہت برا حال ہے اور بڑی تکلیف میں ہے۔ اور وہ یہاں تک بھی تیار ہے کہ اپنے خاوند کو کہہ دے کہ اگر یہ بات ہے تو میں دنیا کی خاطر اسلام کی قدروں کو قربان نہیں کروں گی۔ کیونکہ میں عہد کر چکی ہوں کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گی۔ اس لئے تم سے محبت الگ تمہاری نیکیاں اپنی جگہ مگر میں تمہارے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتی۔ مجھ سے انہوں

SCL

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

نے پوچھا میں نے کہا جو بات اسلام کی محبت اور اسلامی قدروں کی غیرت کے نتیجے میں کسی احمدی بچی کے دل میں پیدا ہوتی ہے میں اس کی راہ میں کیسے حائل ہو سکتا ہوں۔ اور آج اگر یہ ہے تو کل یہ بات اور بھی بگڑ سکتی ہے۔ کل بچے بھی پیدا ہوں گے ان کے لئے بھی مشکلات پیدا ہوں گی۔ آج یہ تربیت یافتہ بچی اگر اپنی عصمت کی حفاظت کر سکتی ہے تو ایک کھلے کھلے ماحول میں آئندہ بچوں کی بھی تو کوئی ضمانت نہیں ہے۔ اس لئے جو سودا ہے یہ لمبا سودا ہے اور احتیاط کے جو تقاضے ہیں انہیں پورا کرنا چاہئے۔ مگر اصل بات یہ ہے جس کی طرف میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ایسے لوگ اگر اپنے نفس پر غور کریں تو ان کو یقین ہو جائے گا کہ وہ احساس کمتری میں مبتلا ہیں نیکی وہاں کرنا جہاں دوسروں کے سامنے وہ نیکی شرمندگی کا موجب نہ ہو، ایسی نیکی ایک اپنا مقام رکھتی ہے۔ لیکن نیکی وہاں کرنا جہاں دوسروں کے سامنے وہ نیکی شرمندگی کا موجب ہو وہ اصل مقام ہے جہاں نیکی کا امتحان ہوتا ہے۔ اور ان راہوں پر یہ خیال کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے اور یہ خیال کہ دنیا مجھے دیکھ رہی ہے ان دونوں خیالات کا ایک ٹکراؤ ہوتا ہے۔ اس تصادم کے نتیجے میں جو بھی شخصیت ظاہر ہوتی ہے وہ یا دنیا دار شخصیت ہے یا دین دار شخصیت ہے۔ اور ایک دفعہ اگر آپ اس تصادم میں خدا کے تصور کو پرے پھینک دیں اور دنیا کی آنکھ کی قدر کریں تو آپ کا ظاہری نیکیوں کا خول بھی رفتہ رفتہ گھل جائے گا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو جنت کی طرف چلتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ عین جنت کے دروازوں پہ پہنچ جاتے ہیں مگر پھر کوئی ایک بات ان میں ایسی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں پرے دھکیلنا شروع کرتا ہے اور یہاں تک کہ وہ دور ہٹتے ہٹتے جہنم کی طرف رخ اختیار کر جاتے ہیں۔ وہ بنیادی باتیں جو خدا کی محبت اور غیرت سے تعلق رکھتی ہوں اور تصادم کے وقت جن کی آزمائش ہو وہ باتیں ہیں جن میں انسان کے دل کی گہرائی میں موجود نیکی ضرور اپنا اثر دکھاتی ہے اور دل کی گہرائی میں موجود بدی ضرور ننگی ہو کر باہر آ جاتی ہے۔

> **احمدیت کچھ تو عقائد سے وابستہ ہے اور وہ عقائد بھی اللہ کے فضل سے روشن اور زندہ رہنے والے اور غالب آنے والے ہیں لیکن کچھ قدروں سے وابستہ ہیں جو ہماری ذات میں زندہ رہتی ہیں۔ ان قدروں کو زندہ رکھیں گے تو آپ کے عقائد میں دنیا دلچسپی لے گی۔**

احساس کمتری کیوں اور کس وجہ سے؟۔ معاشرے سے شرمندہ ہو، اس خیال سے کہ اسلام نے ہمیں آئندہ زمانوں سے پیچھے رکھا ہوا ہے۔ اگر یہ بات ہے تو پھر خدا پر ایمان متزلزل ہو چکا ہے۔ اگر یہ بات ہے تو آپ کو مزید مطالعہ کی ضرورت ہے کہ کسی ایسے خدا سے تعلق رکھنا مناسب بھی ہے کہ نہیں جو قدیم زمانوں کے لئے تو موزوں تھا موجودہ زمانے کے لئے ایک قدیم چیز بن چکا ہے۔ یہ ایک تصادم ہے۔ اعتقاد کا تصادم ہے۔ جو آپ سمجھیں یا نہ سمجھیں آپ کے طرز عمل میں ظاہر ہوتا ہے۔ پس اس پہلو سے اپنا گہری نظر سے جائزہ لیتے رہیں اور اپنے اعمال پر نگاہ رکھیں کیونکہ سب سے بڑا شر جس سے بچنے کے لئے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دعا کیا کرتے تھے اور ہمیں سکھاتے رہتے تھے اور خطبات میں وہ دعا پڑھا کرتے تھے وہ ہے "من شرور انفسنا" ۔ اے خدا ہم تیری پناہ مانگتے ہیں خصوصیت سے اپنے نفسوں کے شر سے۔ کیونکہ نفس کا شر جب حملہ کرتا ہے تو دکھائی نہیں دیتا اندر سے دوست بن کر اٹھتا ہے اور بظاہر دوستی کے رنگ میں نیک مشورہ دیتا ہے۔ پس اگر آپ قرآن کریم میں شیطان کے حملوں کا ذکر پڑھیں تو آپ حیران ہوں گے کہ بعینہ یہی نقشہ شیطان کے حملوں کا قرآن میں کھینچا گیا ہے کہ وہ ان طرفوں سے آتا ہے جہاں تم اس کو دیکھ نہیں سکتے۔ اور اگر حملہ آور دکھائی نہ دے تو اس سے بچاؤ کے کوئی سامان نہیں۔ پس جب یہ دعا پڑھی جاتی ہے اور ہمیں تاکید سے سکھائی گئی ہے کہ اے خدا ہم اپنے نفسوں کے شر سے پناہ مانگتے ہیں اور تیری پناہ میں آتے ہیں تو تو ہماری حفاظت فرما کیونکہ تو دیکھ رہا ہے اور ہم نہیں دیکھ رہے۔

پس یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں لیکن مثالیں وہی ہیں کہ شیطان نے نفس کے اندر سے اپنا بن کر، ہمدرد ہو کر ایک مشورہ دیا ہے اور آپ نے اسے قبول کر لیا ہے۔ جب کہ جانتے ہیں کہ اس کے مقابل پر خدا تعالیٰ کی تعلیم کا مشورہ مختلف تھا۔ جو کچھ بے چاری عورت سے مغربی معاشرہ سلوک کر چکا ہے وہ بہت بھاری ظلم ہے۔ اسے کھلونا بنا لیا گیا ہے اور ہر کس و ناکس کے جذبات کی تسکین کا ایک ذریعہ بنایا گیا ہے۔ تمام معاشرہ اسی مرکزی فلسفے کے گرد تعمیر ہوا ہے اور مزید تعمیر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اس تصور نے گھروں کو برباد کر دیا۔ خاوند کا بیوی سے اعتبار اٹھا دیا۔ بیوی کا خاوند سے اعتبار اٹھا دیا۔ وقتی طور پر چند دن کی لذت یابی نے آئندہ مستقبل کو ایک بھیانک مستقبل میں تبدیل کر دیا۔ یہ چند دن کی زندگی کے مزے بالآخر اس حال کو پہنچتے ہیں جب چاہیں بھی تو مزہ لے نہیں سکتے۔ بیماریاں، بڑھاپے اور پھر تنہائی کیونکہ وہ معاشرہ جو اپنی لذت یابی کو اہمیت دیتا ہے وہ غیر معمولی شدت کے ساتھ خود غرضی پیدا کرتا ہے۔ پس بچے اس وقت تک ماں باپ سے تعلق رکھتے ہیں جب تک ماں باپ ان کے لئے کچھ کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں۔ جہاں ان کے احسان سے آزاد ہوئے اور وہ موقع آیا کہ ماں باپ احسان کے محتاج ہو جاتے ہیں اس وقت وہ بچے منہ پھیر لیتے ہیں۔ اور بوڑھوں کے گھر، بیماروں کے گھر، جو قومی خزانے پر چلتے ہیں وہ اتنا بھر جاتے ہیں کہ ان میں جگہ باقی نہیں رہتی۔ بعض ایسے لوگوں کو پاگل خانوں میں داخل کرا دیا جاتا ہے۔ بعض گلیوں میں کارڈ بورڈ کے گھر بناتے ہوئے شدید سردیوں میں گزارا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان میں جوان بھی ہیں لیکن ایسے بوڑھے بھی ہیں جن کا کوئی پرسان حال نہیں۔ اس لئے کہ معاشرہ زہریلا ہے اور اس کی قدریں جھوٹی ہیں۔ ہم نے دنیا کے معاشرے کو سبھی قدریں دینی تھیں۔ اگر ہم ہی احساس کمتری کا شکار ہو کر گھروں سے نکلیں گے تو کس طرح ان قدروں کو قائم رکھ سکیں گے۔ کس طرح دوسروں کو یہ قدریں عطا کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ قادیان کا زمانہ جس کا میں نے حوالہ دیا ہے وہ آزاد زمانہ تھا۔ انسان وہی آزاد ہے جو غیر اللہ کے خوف سے آزاد ہو۔ اور وہ سب لوگ خدا تعالیٰ کے فضل سے غیر اللہ کے خوف سے آزاد تھے ایک ذرہ کوڑی کی بھی ان کو پرواہ نہیں تھی کہ غیر اللہ کی نظر انہیں کیسے دیکھ رہی ہے۔ اپنی نظر خدا کی نظر کے تابع کر چکے تھے اور ہر آن ان کو خدا کی نظر دیکھتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو بہت پیارا کلام بار بار پڑھا جاتا ہے اس میں ایک یہ ہے

حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی
ہمسر نہیں ہے اس کا کوئی نہ کوئی ثانی

اس میں جو ٹیپ کا مصرعہ ہے جو بار بار دہرایا جاتا ہے "سبحان من یرانی" اس میں آتا ہے۔ میں قربان اس ذات کے "سبحان من یرانی" بڑا ہی پاک ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے اس پر جتنا بھی غور کریں کم ہے۔ بہت ہی گہرا کلام ہے اور زندگی میں عمل کے پیچھے جو نیتیں ہیں ان سب پر حاوی ہے اور اصلاح احوال کی چابی اس میں ہے۔

> **آئندہ نسلوں کو ان کے آباء و اجداد کی باتیں بتاتے رہنا چاہئے کہ انہوں نے کس قیمت پر احمدیت حاصل کی تھی اور کیسی کیسی قربانیاں اس راہ میں دی تھیں۔**

ہر انسان دوسرے کی نظر کے لئے حساس ہوتا ہے۔ تنہائی میں جو چاہے کر لے لیکن جب نظر میں آ جائے تو پھر اسے ایک فکر ہوتی ہے کہ میں دیکھنے والے کی نظر کے معیار کے مطابق اپنے آپ کو بناؤں۔ اب مادہ پرست دنیا میں رہتے ہوئے دیکھنے والے کی نظر سبحان نہیں ہے۔ اس کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ "سبحان من یرانی" ۔ وہ تو بد نظریں ہیں۔ وہ تو بگڑی ہوئی نگاہیں ہیں۔ وہ جو آپ سے توقعات رکھیں گی وہ بدی اور بگاڑ کی توقعات ہوں گی۔ اور اگر آپ ان کی نظروں میں رہتے ہیں تو پھر آپ محفوظ نہیں ہیں۔ اور اگر آپ کو یہ احساس ہی نہیں کہ ایک اور نظر بھی ہے جو دیکھ رہی ہے تو "سبحان من یرانی" جو پاک نظر ہے اور ہر حال میں آپ کو دیکھتی ہے، تنہائیاں بھی آپ کی اس نظر سے الگ نہیں رہتیں۔ تو یہ وہ نظر جو مادہ پرستی کی، دنیا کی نظر ہے وہ اس کے سامنے بالکل اس طرح غائب ہو جائے گی جیسے کوئی چیز فضا میں تحلیل ہو کر نظر سے دور ہو جائے۔ کچھ بھی اس کا پھر رفتہ رفتہ وجود نہیں رہتا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام آپؑ کی صداقت کا عجیب ثبوت ہے لیکن یہ جو ٹکڑا ہے جب میں اس پہ پہنچ جاتا ہوں تو میری روح وجد میں آ جاتی ہے۔ عجیب کلام ہے "سبحان من یرانی"۔ پاک ہے وہ ذات جو ہر حال میں مجھ پہ نظر رکھ رہی ہے اور پاک نظر ہر حال میں اسی پہ پڑتی ہے

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464 & 081 553 3611

جس کے اعمال پاک ہوں، جس کی نیتیں پاک ہوں، کیونکہ پاک نظر کو بدی دیکھنے کا کوئی شوق نہیں ہوتا۔

خدا کی عظمت کا احساس جب دل میں جاگزیں ہو جائے۔ اپنی قدروں پر فخر جو انکسار پیدا کرتا ہے اور تکبر پیدا نہیں کرتا۔ یہ وہ ہتھیار ہیں جن کے ساتھ ہم نے اپنی بھی اس غیر معاشرے میں حفاظت کرنی ہے اور اپنی اولاد کی بھی حفاظت کرنی ہے۔

پس اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ جتنا آپ پاک ہوتے چلے جائیں گے اتنا ہی پاک نظر میں آتے چلے جائیں گے اور جب پاک نظر میں آجائیں تو بد نظر کی کوڑی کی بھی پرواہ نہیں رہتی۔ وہ آپ کو پرانے زمانے کا سمجھیں، جو کچھ کہیں، آپ کو کیا پرواہ ہے اگر اللہ کی نظر آپ پر ہے اور آپ جانتے ہیں کہ اس نظر کی ایک قدر ہمارے دل میں ہے دوسری نظروں کی کوئی قدر نہیں ہے۔ میں نے کئی دفعہ حضرت چودھری فتح محمد صاحب سیال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال جماعت کے سامنے رکھی ہے۔ وہ سادہ مزاج آدمی، نہ کپڑوں کا خیال، نہ اپنی شکل و صورت کا دھیان کہ کیا دکھائی دے رہا ہوں۔ حالت یہ تھی کہ بعض دفعہ اپنے بیٹے مظفر کی شلوار پہن کر باہر نکل جایا کرتے تھے جو گھٹنوں تک آتی تھی بمشکل اور اسمبلی کے ممبر۔ ایک ایسی حالت میں ایک دفعہ پنجاب اسمبلی میں گئے تو آگے پہریداروں نے روک دیا کہ ہم مان ہی نہیں سکتے کہ تم اسمبلی کے ممبر ہو۔ انہوں نے کہا میں تو ہوں اب تم مانو نہ مانو۔ اتنے میں کوئی معزز رکن اسمبلی جو بہت معروف تھا وہ آیا اور بڑا جھک کے چودھری صاحب کو سلام کیا، پہریدار کو کہا ایک طرف ہٹو یہ بہت معزز ممبر ہیں اسمبلی کے۔ تو اسی مظفر کی شلوار میں اسمبلی میں چلے گئے اس لئے کہ اپنے نفس پر اعتماد تھا۔ اپنے پہ جب اعتماد ہو اور اعلیٰ قدروں کے نتیجے میں اعتماد ہو تو دنیا کی نظروں کی کوئی بھی حقیقت نہیں رہتی۔

ایک دفعہ چودھری صاحب سے کسی نے پوچھا کہ چودھری صاحب آپ کو جو حضرت مصلح موعود کبھی گورنر سے ملنے کے لئے بھیج دیتے تھے کبھی کمشنر سے، کبھی اور حکومت کے اعلیٰ افسروں سے جو اکثر انگریز ہی ہوا کرتے تھے تو آپ تو بڑے سادہ سے آدمی ہیں کس کس قسم کے کپڑوں میں ملبوس ہیں لوگ تو کہتے ہیں بڑا Shabby ہے تو آپ کو کبھی خیال نہیں آتا، کوئی جھجک نہیں آتی کہ آپ کس سے ملنے جا رہے ہیں اور وہاں جا کر آپ کو کیا محسوس ہوتا ہے۔ چودھری صاحب نے بڑی سادگی سے جواب دیا کہ تم کیا بات کر رہے ہو مجھے تو ایک چیز ہے جو ہمیشہ یاد رہتی ہے اور وہی میری حفاظت کرتی ہے۔ جب میں لوگوں سے ملنے جاتا ہوں تو میں کہتا ہوں یہ دنیا کی ایک حکومت کے نمائندہ ہیں اور میں خدا کا نمائندہ ہوں اور خدا کے خلیفہ کا نمائندہ ہوں۔ اس لئے میرے سامنے تو انہوں نے پنجابی میں کہا کہ "مینوں تو اوں لگدا جی ویں سامنے چڑی دا بوٹ بیٹھا ہویا اے"۔ چڑی کے بوٹ کی مثال بڑی پیاری ہے وہ چڑی کا جو بچہ نیا نیا انڈوں سے نکلتا ہے اس پر پر بھی نہیں ہوتے، وہ چھچھڑا سا سرخ رنگ کا بالکل بے حیثیت چیز۔ اگر چڑیا جان ڈال کے اس کی حفاظت نہ کرے تو وہ کچھ بھی نہیں رہتا وہ ایک دو دن بھی اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا تو وہ مثال دی کہ "مینوں تو اوں لگدا جی ویں سامنے چڑی دا بوٹ بیٹھا ہویا اے" میں تو رحم سے اس کو دیکھ رہا ہوتا ہوں۔ مجھے کہاں یہ خیال پیدا ہو گا کہ کوئی بڑا آدمی مجھ پر حاوی ہو چکا ہے۔ پس یہ خدا کی عظمت کا احساس جب دل میں جاگزیں ہو جائے، اپنی قدروں پر فخر جو انکسار پیدا کرتا ہے اور تکبر پیدا نہیں کرتا یہ وہ ہتھیار ہیں جن کے ساتھ ہم نے اپنی بھی اس غیر معاشرے میں حفاظت کرنی ہے اور اپنی اولاد کی بھی حفاظت کرنی ہے۔ اور یہ وہ قدریں ہیں جن کو دنیا پہچانتی بھی ہے اور حقیقت میں انہی کی عزت کرتی ہے۔ یہ وہم ہے آپ کا کہ آپ ان جیسے بننے کی کوشش کریں گے تو آپ معزز ہو جائیں گے اور اپنے جیسے رہیں گے تو یہ آپ کو حقارت سے دیکھیں گے۔ گہری قدر اور عزت اعلیٰ اقدار کی ہوا کرتی ہے اور اگر آپ اعلیٰ اقدار کے حامل ہوں تو آپ کے کپڑے جیسے بھی ہوں، آپ پردے کے قائل ہوں، جس طرح چاہیں الگ زندگی بسر کریں، آپ سوسائٹی میں ایک عزت پائیں گے۔ لیکن سوسائٹی میں عزت پانے کے لئے آپ نے کام شروع کیا تو پھر وہی بات پیدا ہو جائے گی کہ خدا کی نظروں میں نہیں رہیں گے۔ یہ میں محض ایک مثال کے طور پر بتا رہا ہوں آپ کی نظر کا رخ تبدیل کرنے کے لئے نہیں۔ نظر کا رخ وہی ہے جو ایک ہی ہے اور وہ کلمہ "لا الہ الا اللہ" میں ظاہر فرمایا گیا ہے، جو قبلے میں دکھایا گیا ہے کہ اللہ ہی کی طرف خیال رکھو "اینما تولوا فثم وجہ اللہ" عجیب کلام ہے اور اس کے جواب میں پھر "سبحان من یرانی" کی آواز مومن کے دل سے اٹھتی ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے جہاں کہیں بھی تم منہ پھیرو گے، جدھر بھی منہ اٹھاؤ گے وہیں خدا کا چہرہ دکھائی دے گا، ہر وقت اس کی نظر میں ہو۔ تو کیسا پاکیزہ جواب ہے جو اس الٰہی کلام کے اثر کو گہرائی سے قبول کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل سے اٹھا "سبحان من یرانی" (یہ روز کر مبارک تو آتا ہے اس میں لیکن عمداً چھوڑ رہا ہوں) اصل مصرعے کی جان یہ ہے "سبحان من یرانی" پاک ہے وہ ذات جو ہر حال میں مجھ پر نگاہ رکھتی ہے ہر حال میں مجھے دیکھتی رہتی ہے۔

تو یہ عارضی باتیں، چند مشغلے، کسی کا آنا اور چلے جانا، اس کا یہ سمجھنا کہ دیکھو ان کی عورتیں الگ بیٹھی ہوئی تھیں ہمارے ساتھ نہیں جڑ کے بیٹھیں۔ یہ معمولی حقیر باتیں ہیں۔ ان لوگوں کی خاطر جنہوں نے آپ کا کچھ نہیں بنانا، آپ کا کچھ نہیں کرنا، آپ خدا کی نظر میں گر جائیں اور احساس کمتری کا شکار ہو کر اپنی نظر میں خود حقیر ہو جائیں اگر آپ کو علم نہ بھی ہو تو عملاً ایک مومن کی نظر میں ایسا انسان حقیر ہو جاتا ہے یہ اچھا سودا نہیں ہے۔ پس میں آپ کو سمجھاتا ہوں کہ اپنی قدروں کی حفاظت کریں۔ اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے اپنے آباؤ اجداد پر نگاہ رکھیں اکثر آپ میں سے ایسے ہیں جن کے آباؤ اجداد نے عظیم قربانیاں پیش کی ہیں۔ بڑی اقدار کے مالک تھے، سادہ لوح تھے، سادہ عادات تھے، سادہ کپڑوں میں ملبوس ہوا کرتے تھے لیکن گدڑی میں لعل اگر واقعتہً کبھی کوئی انسان کی صورت میں پھرا ہے تو یہ وہی لوگ تھے جن کو ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے فیض یاب ہوتے دیکھا اور پھر ان کی صحبت سے ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے فیض یاب ہوئے ان قدروں کو لے کر پھریں اور پھیلائیں۔

انسان وہی آزاد ہے جو غیر اللہ کے خوف سے آزاد ہو۔

اب میں اپنے افریقن بھائیوں کو بھی متوجہ ہو کر دوبارہ توجہ دلاتا ہوں کہ آپ نے اس دفعہ میرا دل بہت خوش کیا ہے کیونکہ آپ کے اندر وہ دو قسم کی تبدیلیاں میں نے دیکھی ہیں۔ ایک یہ کہ ہم احمدیت کی تبلیغ کو ضرور پھیلائیں گے۔ دوسرے یہ کہ آپ کی نسلوں میں جماعت سے تعلق اور محبت کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔ یہ وہ استقلال ہے نیکیوں کا جس کی خدا ہم سے توقع رکھتا ہے جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ" اے لوگو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور یہ نہ سمجھو کہ محض تمہاری ذات کا تقویٰ کافی ہو گا۔ یاد رکھو اگلی نسل پر نظر ڈالنا ضروری ہے۔ جیسے خدا تم پر نظر رکھتا ہے ویسے ہی تم خدا کی نمائندگی میں اپنے بچوں پر ہر حال میں نظر رکھو اور یہ معلوم کرو کہ تم آگے کیا بھیج رہے ہو۔ پس بڑا ہی خوش نصیب ہے وہ باپ اور بڑی خوش نصیب ہے وہ ماں جو دونوں اپنے پاک، نیک بچوں کو آگے بھیجتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اور مصرعہ بھی میں نے کئی دفعہ دہرایا ہے اور جتنی دفعہ بھی دہرائیں اس کی لذت کم نہیں ہو سکتی۔ ایک دعا میں عرض کرتے ہیں، اپنی اولاد کے حق میں دعائیں دیتے ہوئے۔ کیسا پیارا کلام ہے۔ کوئی بدنصیب ہی ہو گا جو ایسے شخص کو جھوٹا سمجھے جس کے منہ سے یہ مصرعہ نکلے کہ

یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آوے وقت میری واپسی کا

عجیب کلام ہے۔ کوئی جھوٹا آدمی اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا کہ میں خدا سے یہ مانگوں کہ جب میں رخصت ہو رہا ہوں، تو دنیا پر میری نظر اس طرح پڑ رہی ہو کہ میری اولاد نیک اور متقی ہو چکی ہو اور تیری نظر میں، تیری بارگہ میں مقام حاصل کر چکی ہو۔ تو یہ ایک بہت ہی عظیم صداقت ہے جس سے ہماری اپنی صداقتیں پہچانی جاتی ہیں اگر آپ کے دل میں یہ تمنا ہو کہ کاش یہاں سے جاتے وقت میں اپنی اولاد کو نیک دیکھوں اور سلسلے سے وابستہ دیکھوں اور مسیح موعود علیہ

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
MTV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD.
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

السلام اور آپ کے خلفاء اور آپ کے نظام کا عاشق دیکھوں تو یہ آپ کی سچائی کی ایک علامت ہے۔ اور ایسے سچے دل کی دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔ پس آپ کے لئے تو یہ ایک گنجینہ معانی ہے، ایک خزانہ ہے مطالب کا، جو اس مصرعے میں میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے کہ یہ تمنا رکھیں کہ آپ نیک اور پاک نسل پیچھے چھوڑ کر جائیں اور وہ نسل جو آئندہ کے لئے ایک مرتے ہوئے معاشرے کی زندگی کی ضمانت بن جائے۔

اگر آپ کے دل میں یہ تمنا ہو کہ کاش یہاں سے جاتے وقت میں اپنی اولاد کو نیک دیکھوں اور سلسلہ سے وابستہ دیکھوں اور سلسلہ اور مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء اور آپ کے نظام کا عاشق دیکھوں تو یہ آپ کی سچائی کی ایک علامت ہے۔

زندگی آخر کیسے ملتی ہے؟ محض عقائد سے زندگی نہیں ملا کرتی۔ عقائد زندگی کے لئے رستے بناتے ہیں۔ پس صراط مستقیم دو طرح سے بنتی ہے ایک سچے عقیدوں سے اور دوسرا اس پر چلنے سے۔ اس کے بغیر رستہ تو بن گیا مگر اگر اس پر سفر نہ کیا تو اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ میں ہمیں یہ دعا سکھائی۔ اول یہ کہ "اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ" ہمیں وہ رستہ دکھا دے جو پاک عقائد سے بنتا ہے، جس میں کوئی رخنہ نہیں، جس میں سارے عقائد درست ہیں، اور اس کا رخ ٹھیک ہے۔ مگر وہ رستہ نہیں جو خالی پڑا ہوا ہے "صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ" وہ رستہ جس پر تجھ سے انعام پانے والے چلتے رہے۔ یعنی ہمیں بھی اس رستے پر چلنے کی توفیق عطا فرما جس کے چلنے والوں میں سب سے عظیم نام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا نام ہے۔ ان کے پیچھے پاک انبیاء کا ایک ہجوم ہے جو آپ کے پیچھے چل رہا ہے۔ اور ان کے پیچھے پھر صدیقین ہیں پھر شہداء ہیں پھر صالحین ہیں۔ کیسا پاک رستہ ہے جس کی طرف پہلے ہدایت کی دعا سکھائی گئی اور پھر چلنے کی توفیق کی دعا سکھائی گئی۔

پس آپ ان اقدار کو جو احمدیت آپ کو عطا کر رہی ہے ان کو محض اپنے عقیدوں میں اپنے ذہنوں میں جگہ نہ دیں بلکہ اعمال میں ڈھالیں تو پھر دیکھیں آپ مجسم نور بن جائیں گے۔ قرآن کریم نے نور کے تجسم کا یہ تصور پیش فرمایا ہے کہ "نُوْرُھُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ" کہ ان کا نور سینوں میں چھپا ہوا تو نہیں رہا کرتا۔ کہ کوئی یہ کہے کہ ہاں میں نے اللہ کا نور حاصل کر لیا ہے اور میرے دل میں ہے۔ اس نور کا کیا فائدہ؟۔ اس سے تو وہ جگنو بہتر ہے جو تھوڑا سا اور ہی سہی مگر چمکتا تو ہے کچھ نہ کچھ روشنی تو پیدا کرتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مومنوں کے نور کی جو مثال دی ہے وہ یہ ہے کہ "نُوْرُھُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ" ان کا نور ان کے آگے آگے بھاگتا ہے۔ ان کے رستے ان پر روشن کرتا چلا جاتا ہے۔ اور وہ بھی جو ان کے ساتھ ہوتے ہیں ان کے رستے بھی روشن ہوتے رہتے ہیں۔ پس احمدیت کو اس زندہ نور کے طور پر قبول کریں اور زندہ نور کے طور پر اپنے دل و جان میں جگہ دیں یہاں تک کہ یہ پھوٹے، آپ کی آنکھوں سے پھوٹے، آپ کے چہروں سے ظاہر ہو، آپ کے کلام سے پھوٹنے لگے اور آپ کا رستہ اپنے لئے بھی روشن اور منور ہو جائے اور دنیا کے لئے بھی آپ ایسے راہنما بن جائیں کہ روشن رستوں پر ان کو ساتھ لے کر آگے بڑھیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر پر میں جماعت ہائے احمدیہ امریکہ اور جماعت ہائے احمدیہ کینیڈا کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بڑوں نے بھی اور نوجوانوں نے بھی اور چھوٹے بچوں نے بھی، مردوں نے بھی اور خواتین نے بھی بڑی محنت کی ہے اور قطعاً تھکاوٹ کے آثار ظاہر نہیں ہونے دیئے۔ ضرور تھکتے تو ہوں گے لیکن جب کسی سے پوچھا اس نے ہنستے ہوئے کہا کوئی تھکن نہیں ہے بالکل پرواہ نہ کریں۔ جتنا چاہیں ٹھہریں ہم مسلسل محنت سے آپ کے موجود ہونے کے تقاضے پورے کرتے رہیں گے جس محبت اور اخلاص سے جماعت نے سلوک کیا ہے اس سے مجھے یقین ہے کہ یہ جو کمزوریاں ہیں یہ سطحی ہیں، گہری نہیں ہیں۔ دل کی گہرائی میں وہ محبت ہے جو اللہ سے تعلق کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی۔ ورنہ اس زمانے میں، اس دنیاداری کے زمانے میں کون ہے جو اپنے آرام چھوڑ کر، بڑے بڑے خرچ کر کے، دور دور کے سفر طے کر کے، بار بار وہاں پہنچے جہاں وہ شخص ہو جس کے ہاتھ پر اس نے بیعت کی ہو اور ایسی محبت کا اظہار دنیا کے پردے میں کہیں آپ کو دکھائی نہیں دے گا۔ پس یہ بتاتا ہے کہ دل مخلص ہیں، دل سچے ہیں اور اگر دل سچے ہیں تو وہ رخنے جو نظر آنے لگے ہیں وہ ابھی پوری طرح جڑ نہیں پکڑ سکے، ان کو جڑ نہ پکڑنے دیں۔ کیونکہ میں زمیندار ہوں میں جانتا ہوں کہ کتنی محنت سے کھیت تیار کئے گئے ہوں، اچھی فصلیں ہوں، اگر بد پودا ایک دفعہ جڑ پکڑ جائے پھر وہ فصل رفتہ رفتہ خراب ہو جایا کرتی ہے۔ تو جڑ پکڑنے سے پہلے اکھیڑ پھینکیں اور وہ اسی طرح ممکن ہے کہ اپنے نفس کے تجزیے کی عادت ڈالیں اپنی نیتوں کا امتحان لیتے رہیں۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مثال دی ہے کہ پنوڑیا جس طرح پانوں کو الٹتا رہتا ہے تاکہ جہاں بھی کوئی داغ دکھائی دے اسے کتر کر ایک طرف پھینک دے ورنہ ایک دفعہ کوئی داغ جس پان کے پتے پر پڑ جائے تو وہ خود بھی گل جاتا ہے اور ساتھ کے صحت مند پتے کو بھی گلاتا رہتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت پیاری مثال دی ہے کہ اپنی نیتوں کو اس طرح الٹتے پلٹتے اور پرکھتے رہو اور دیکھتے رہو کہ کہیں کوئی داغ تو نہیں لگ گیا۔ داغ لگا ہے تو اس حصے کو کاٹ کر الگ کر دو اور اپنے وجود کو ہمیشہ صحت مند اور پاک رکھو۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہمیں توفیق عطا فرمائے اور جب بھی خدا مجھے آئندہ امریکہ میں آنے کی توفیق عطا کرے میں جماعت کو پہلے سے بہت زیادہ صحت مند اور نشوونما پاتا ہوا دیکھوں۔ کیونکہ آپ کی نشوونما ہی میرے دل اور روح کی غذا ہے جتنا آپ بڑھتے ہیں اتنا ہی میرا دل بڑھتا ہے خدا کرے کہ جماعت امریکہ ہر پہلو سے ترقی کرتی رہے اور اسی طرح کینیڈا بھی۔

آپ کی نشوونما ہی میرے دل اور روح کی غذا ہے۔ جتنا آپ بڑھتے ہیں اتنا ہی میرا دل بڑھتا ہے۔

اب ڈش کا جو انتظام ہو چکا ہے اس کے ذریعے یہ خطبہ بھی اب سارے کینیڈا اور امریکہ میں سنا جا سکتا ہے۔ لیکن کینیڈا میں تو ایک ہزار ڈش اب تک بلکہ شاید اس سے کچھ زائد بھی ہوں جو گھروں میں لگ چکے ہیں لیکن امریکہ ابھی اپنے ہمسائے سے اس پہلو سے کچھ پیچھے رہ گیا ہے بلکہ کافی پیچھے رہ گیا ہے۔ ورنہ بچوں کی تربیت کے لئے یہ ذریعہ بہت ہی مد ثابت ہو چکا ہے اور ہو گا اور جس محنت کے ساتھ جماعت کے مخلصین آپ کے لئے پروگرام بنا رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ کی نئی نسلوں کی کایا پلٹ جائے گی۔ بجائے اس کے کہ آپ کو ان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو وہ آپ کو سنبھالنے لگیں گے اور فیملی ملاقات کے دوران یہ باتیں بھی بار بار سامنے آتی ہیں کہ بچہ ہے جو ہمیں اب بری بات نہیں کرنے دیتا کیونکہ غور سے ٹیلی ویژن دیکھتا ہے آپ نے جو کچھ کہا ہو اگر ذرا اس کے خلاف ہو تو کھڑا ہو جاتا ہے کہ ابا آپ نے یہ بات یوں کی ہے حالانکہ میں نے خود سنا ہے کہ یہ بات یوں ہونی چاہئے تھی۔ تو عجیب زمانہ آرہا ہے کہ بچے اپنے بڑوں کی حفاظت کر رہے ہیں اور ان کو سبق پڑھا رہے ہیں۔ پس اس زمانے سے فائدہ اٹھائیں تاکہ ہم آئندہ نسلوں کی اصلاح کی ضمانت بن جائیں اور یہ فیض جو خدا نے ہم پر عطا فرمایا ہے آئندہ ہمیشہ اس فیض کو دنیا میں بانٹتے رہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد اقامت الصلوٰۃ سے قبل حضور انور نے فرمایا:

جمعے کی نماز کے بعد ہم انشاء اللہ عصر کی نماز بھی ساتھ جمع کریں گے۔ میں چونکہ مسافر ہوں میں دوگانہ پڑھوں گا۔ آپ میں سے جو بھی مسافر ہیں یعنی باہر کے شہروں سے آئے ہوئے ہیں وہ میرے ساتھ ہی سلام پھیریں گے۔ مقامی دوست بغیر سلام پھیرے انتظار کریں۔ جب میں دوسرا سلام پھیر کر فارغ ہو جاؤں، پھر کھڑے ہو جائیں اور بقیہ دو رکعتیں پوری کریں۔ یہ بار بار اس لئے دہرانا پڑتا ہے کہ بعض نئے دوست آنے والے شامل ہوتے رہتے ہیں، بچے بھی بعض نئے بڑے ہو رہے ہوتے ہیں، ان کی تربیت کے لئے چھوٹے چھوٹے مسائل بار بار بیان کرنے ضروری ہیں۔

اکمل
کی مٹھائی ہو تو بات ہی کچھ اور ہے
ASC 1974
AKMAL SWEET CENTER & FAST FOOD
ELBESTR. 22 · TEL. (069) 23 31 80 / 23 48 47
60329 FRANKFURT AM MAIN

شرق اوسط کی بدلتی ہوئی سیاسی صورت حال پر ایک نظر

(قطب الدین)

۱۴ مئی ۱۹۴۸ء کو برطانیہ، امریکہ اور دوسری بڑی طاقتوں کا منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچ گیا اور ایک یہودی ملک کی بنیاد رکھ دی گئی۔ اس کی یوم پیدائش سے لے کر آج تک امریکہ اس کو ہر طرح سے پروان چڑھانے اور سارے شرق اوسط پر اس کی فوقیت برقرار رکھنے میں کوشاں ہے۔ پچھلے چھیالیس سالوں میں عرب ممالک اور اسرائیل کے مابین تین چار جنگیں ہو چکی ہیں۔ ان جنگوں میں ایک طرف تو امریکہ نے اسرائیل کی ہر طرح سے فوجی، اقتصادی اور سیاسی مدد کی تو دوسری طرف عرب ممالک کی کمر توڑ دی۔ چار عرب ممالک مصر، شام، لبنان اور اردن کی حدود اسرائیل کے ساتھ لگتی ہیں۔ ان میں مصر سیناء کے وسیع علاقہ سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ اردن شرقی قدس (بیت المقدس یروشلم) اور نہر اردن کے مغربی وسیع علاقہ سے پیچھے دھکیل دیا گیا۔ لبنان اپنا جنوبی علاقہ کھو بیٹھا۔ شام، جولان کے وسیع و عریض پہاڑی علاقے دشمن کے حوالے کر بیٹھا۔ ۱۹۷۳ء کی جنگ میں مذکورہ عرب ممالک کو تھوڑی سی کامیابی ہوئی مگر کوئی بھی ملک اپنے کھوئے ہوئے علاقے واپس لینے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ ایک اور ملک کا نام ہمارے قارئین خبروں میں سماعت فرماتے ہیں وہ ہے "فلسطین" اس ملک کے نام کے بارے میں معجم البلدان جلد ۴۔ ۲۷۴ پر لکھا ہے:

"قیل انہا سمیت بفلسطین بن سام بن ارم بن سام بن نوح"

(معجم البلدان جلد ۴۔ ۲۷۴ للشیخ شہاب الدین ابی عبداللہ یاقوت بن عبداللہ الحمودی الرومی البغدادی۔ الناشر دار بیروت)۔

یعنی کہا گیا کہ اسکا نام فلسطین بن سام بن ارم بن سام بن نوح کے نام پر رکھا گیا ہے۔ یعنی نوح علیہ السلام کے پوتے کے پوتے جس کا نام فلسطین تھا اس کے نام پر اس علاقہ کا نام رکھا گیا ہے۔

"فلسطین" کا ذکر عہد نامہ قدیم میں بھی ملتا ہے اور اس کی حدود کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں آتا ہے۔

" فلستیوں کی سب حدیں اور سارا جسوری + (۳) سیحور سے جو مصر کے سامنے ہے حدود عقرون تک اتر کی طرف کو جو کنعان میں گنا جاتا ہے فلستیوں کے پانچ قطب یعنی عزاتی اور اشدودی اور اسقلونی اور جاتی اور عقرونی اور رعوی بھی + (۴) دکھن کی طرف سے کنعان کی ساری سر زمین اور مغارہ سے جو صیدانیوں کا ہے افیق تک اور اسوریوں کی سرحدوں تک"۔

(عہد نامہ قدیم۔ یشوع ۱۳ : ۲)

فلسطین پر مختلف دور آتے رہے۔ مختلف قوموں کی اس پر حکومت رہی۔ ان میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں۔ فراعنہ، بنو اسرائیل، الاشورین، ایرانی، یونانی، رومی، البیزنطی۔ داؤد اور سلیمان علیہما السلام کی حکومتوں کو بنی اسرئیل کے دور میں شمار کیا جاتا ہے۔ ان اقوام کے تفصیلی حالات کو بخوف طوالت چھوڑتے ہوئے اور عصر حاضر کی تفصیل میں داخل ہونے سے قبل یہ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس علاقہ کا مسلمانوں سے ایک گہرا تعلق ہے۔ سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شروع زمانہ میں بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو کر نمازیں ادا کیا کرتے تھے۔ "اسراء" کے واقعات سے بھی آپ کا روحانی طور پر بیت المقدس کی زیارت کرنا احادیث سے ثابت ہے۔

بعد ازاں ۱۵ ہجری مطابق ۶۳۶ء میں ابی عبیدہ بن الجراحؓ کی زیر قیادت مسلمانوں نے بیت المقدس اور فلسطین کے اکثر علاقوں کو رومی حکومت کے ظالمانہ تسلط سے آزاد کروایا۔ اور اسی سال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور اہل ایلیا [عیسائی فرقہ] کے درمیان معاہدہ صلح طے پایا۔ اس صلح نامہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت المقدس (یروشلم) شہر میں داخل ہوئے اور سب سے پہلے "کنیسۃ القیامۃ" (عیسائیوں کا گرجا جس جگہ عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکایا گیا تھا) دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ اس دوران نماز کا وقت ہو گیا۔ عیسائی مذہبی رہنما "البطریک صفر وینوس" نے عرض کیا کہ گرجا کے اندر ہی نماز ادا کر لیں۔ لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے انکار کیا۔ اور گرجا سے باہر نکل کر خالی جگہ پر نماز ادا کی۔ (بعد میں اس جگہ ایک مسجد "مسجد سیدنا عمر" کے نام سے تعمیر کی گئی یہ مسجد اب تک موجود ہے)۔ حضرت عمرؓ نے نماز ادا کرنے کے بعد عیسائی رہنما کو فرمایا کہ اگر میں نے گرجا میں نماز ادا کی ہوتی تو مسلمان اس پر یہ کہہ کر قبضہ کر لیتے کہ یہاں ہمارے خلیفہ نے نماز پڑھی ہے۔

اس تاریخی معاہدہ کے بعد ۲۳ شعبان ۴۹۲ھ مطابق ۱۵ جولائی ۱۰۹۹ء تک یعنی ۴۷۷ سال مسلمانوں کی حکومت اس علاقہ پر کسی نہ کسی شکل میں قائم رہی۔ اس کے بعد صلیبیوں نے اس پر حملہ کیا اور اسے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ صلیبیوں نے جس طرح مسلمانوں پر ظلم کرتے ہوئے بیت المقدس پر قبضہ کیا اس کا اندازہ اس مکتوب سے ہوتا ہے جو کہ انہوں نے اس وقت کے پوپ کو بیت المقدس کی فتح پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے لکھا تھا۔

"اگر آپ یہ جاننا چاہیں کہ ہمارے دشمنوں کے ساتھ کیا ہوا تو اس بات کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ جہاں کبھی سلیمان علیہ السلام کا معبد اور دیوان ہوا کرتا تھا وہاں تک پہنچنے کے لئے ہمارے گھوڑے گھٹنوں تک عرب مسلمانوں کے خون میں ڈوب کر جاتے تھے"۔

صلیبیوں کے ۸۸ سالہ اقتدار کے بعد صلاح الدین ایوبی نے ۲۷ رجب ۵۸۳ھ یعنی ۲ اکتوبر ۱۱۸۷ء کو ظالموں کے قبضہ سے اس علاقہ کو آزاد کروایا۔ اس وقت سے لے کر اس صدی کے شروع تک مسلمانوں کی حکومت بیت المقدس پر قائم رہی۔ مسلمانوں کی سات صد تین سالہ حکومت کا خاتمہ ۹ دسمبر ۱۹۱۷ء کو اس وقت ہو گیا جب کہ انگریزوں نے اس شہر پر قبضہ کر لیا۔ ۲۹ نومبر ۱۹۴۷ء کو اقوام متحدہ نے ایک قرارداد منظور کی جس کے مطابق ۱۴ مئی ۱۹۴۸ء کو فلسطین عملی طور پر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک حصہ پر یہودی مملکت کا قیام عمل میں آیا اور اس کا نام "اسرائیل" رکھا گیا اور دوسرا "فلسطین عربی" جو کہ اردن کے شاہ عبداللہ کی حکومت میں شامل کر دیا گیا۔ اسی طرح بیت المقدس یا جسے "القدس" یا "یروشلم" بھی کہا جاتا ہے۔ اس شہر کو بھی دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ مشرقی "القدس" عربی فلسطین کے حصہ میں آیا اور مغربی یہودی ملک اسرائیل میں شامل کر دیا گیا۔ اس ناجائز اور ظالمانہ تقسیم کا نتیجہ یہ نکلا کہ لاکھوں فلسطینی اپنے گھروں سے بے گھر کر دئے گئے اور ان کی بڑی تعداد آج بھی پناہ گزینوں کی زندگی گزار رہی ہے۔

اس تقسیم کے ۱۹ سال کے بعد ۱۹۶۷ء میں عرب ممالک اور اسرائیل کے درمیان چھ روزہ جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں اسرائیل نے مشرقی قدس اور عربی فلسطین پر قبضہ کر لیا اور القدس شہر کو اپنا دارالحکومت قرار دیا۔ اس یہودی ملک کے قیام سے پہلے بھی اور بعد میں بھی لاکھوں یہودیوں کو سابقہ روس کے علاقوں سے اور مشرقی یورپ اور دنیا کے دیگر ملکوں سے لا کر یہاں بسایا گیا اور بسایا جا رہا ہے۔ دوسری طرف مقبوضہ فلسطین میں عربوں کے ادنیٰ سے ادنیٰ شہری حقوق کو بھی قابل اعتناء نہیں سمجھا گیا۔ تقریباً بیس سال تک تمام حقوق سے محرومی کا نتیجہ انتہائی غضب کی صورت میں ظاہر ہوا جسے "انتفاضہ" کا نام دیا گیا۔ زبردست مظاہرے شروع ہو گئے۔ فوجیوں کا قتل اور ان پر زبردست پتھراؤ ہونے لگا۔ اس خونی بغاوت نے ایک دفعہ پھر فلسطین کو زندہ کر دیا۔ امریکہ کی بھرپور کوششوں سے اکتوبر ۱۹۹۱ء میں اسپین کے دارالحکومت میڈرڈ میں پہلی بار اسرائیلی وزیر اعظم، شام، اردن، لبنان اور فلسطینی تنظیم آزادی کے وزراء خارجہ ایک جگہ جمع ہوئے اور عرب اور یہود کے درمیان براہ راست بات چیت کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس بات چیت کا آغاز امریکہ اور روس کے وزراء خارجہ کی زیر صدارت ہوا۔ اس بات چیت سے قبل ان چاروں عرب ممالک نے یہ فیصلہ کیا کہ ان میں سے کوئی بھی انفرادی طور پر اسرائیل سے بات چیت نہیں کرے گا بلکہ تمام عرب ممالک کے تنازعات ایک ساتھ حل کئے جائیں گے۔ اس ابتدائی بات چیت کے بعد یہ سلسلہ گفتگو میڈرڈ سے واشنگٹن منتقل ہو گیا اور تقریباً ڈیڑھ دو سال جاری رہا۔ اس دوران اسرائیلی لیڈروں نے انتہائی ہوشیاری سے منظمۃ التحریر فلسطین سے خفیہ بات چیت کا سلسلہ اوسلو، ناروے میں شروع کیا۔ اور ۹ ستمبر ۱۹۹۳ء کو اسرائیل نے اس تنظیم کو تسلیم کر لیا اور اس اعتراف کے چند دن کے بعد وائٹ ہاؤس میں اسرائیلی وزیر اعظم رابین اور یاسر عرفات کے درمیان تاریخی مصافحہ ہوا اور آئندہ بات چیت اور معاہدوں کے لئے ایک ابتدائی لائحہ عمل پر فریقین نے دستخط کئے۔ اس معاہدہ کے مطابق اسرائیل نے مقبوضہ فلسطین میں سے صرف دو شہروں "غزہ" اور "اریحا" کے انتظامات محدود طور پر فلسطینی تنظیم کے سپرد کر دئے۔ معاہدہ کے مطابق یہود کو ان دونوں شہروں کے ارد گرد تعمیر شدہ یہودی بستیوں کو قائم رکھنے کا حق ہو گا۔ ارد گرد سرحدوں پر اسرائیلی فوج موجود رہے گی۔ فلسطینیوں کو فوج رکھنے کی اجازت نہ ہوگی۔ مقامی انتظامات کے لئے محدود تعداد میں پولیس رکھنے کی اجازت ہوگی۔ فلسطینی پولیس کو جو بندوقیں یا اسلحہ دیا جائے گا وہ اسرائیل کی نگرانی اور اجازت کے بعد دیا جائے گا۔ اپنی الگ کرنسی بنانے کا حق نہ ہو گا۔ غزہ اور اریحا میں اگر کوئی باہر سے آنا چاہے تو اسرائیلی حکومت سے اجازت اور ویزہ لینا ہو گا۔ "منظمۃ التحریر" کے اس علیحدہ بات چیت کرنے کا رویہ باقی عرب ممالک اردن، شام اور لبنان کی سخت ناراضگی کا موجب بنا۔ شام اور لبنان نے اپنی سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔

اردن کے شاہ حسین اپنے آپ کو سیدنا حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں شمار کرتے اور کرواتے ہیں۔ چنانچہ عراق کے مشہور شاعر "مہدی جواھری" نے تو ان کی شان میں یہاں تک کہہ دیا:

یاابن النبی للملوک رسالۃ
من حقہا بالعدل کان رسولا
یاابن النبی تنزلت ببیوتھم
سور الکتاب و رتلت ترتیلا

اے نبی کے بیٹے آپ بادشاہوں کے لئے ایک پیغام ہیں۔ جس نے اس پیغام کے حق کو عدل کے ساتھ ادا کیا وہ بھی رسول ہو گا۔ اے نبی کے بیٹے آپ کے گھروں میں قرآن کی سورتیں نازل ہوئیں اور ترتیل کے ساتھ پڑھی گئیں۔

لیکن شاہ حسین اپنی یہود نوازیت میں سب لیڈروں کو مات دے گئے۔ انہوں نے خود اس بات کا فخریہ طور پر اعلان کیا کہ وہ اسرائیلی لیڈروں سے خفیہ ملاقاتیں کرتے رہے ہیں۔ اور اخباروں کے مطابق ۱۹۶۳ء سے لے کر اب تک اس طرح کئی ملاقاتیں ہو چکی ہیں۔ ان تمام ملاقاتوں کا آخری نتیجہ یہ نکلا کہ مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو اسرائیل اور اردن کی حدود پر واقع مقام "عربہ" میں صلح و امن کے ایک معاہدہ پر صدر امریکہ بل کلنٹن کی موجودگی میں دستخط ہوئے۔ اس معاہدہ کے بعد یہ اعلان کیا گیا کہ اردن نے اپنے تمام حقوق حاصل کر لئے ہیں۔ اور ساتھ ہی اسرائیلی

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC

CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 0274 724 331/ 488 446
FAX 0274 730 121

ASIAN AND ENGLISH JEWELLERY
BEST DISCOUNTS
MEDINA
JEWELLERS
VAT REGISTERED
1 CALARENDEN ROAD
WHALLY RANGE
MANCHESTER M16 8LB
061 232 0526

لیڈروں نے یہ کہا کہ اردن کے جس وسیع رقبہ پر ۱۹۶۷ء کی جنگ میں قبضہ کیا گیا تھا اس میں وسیع و زرخیز زرعی علاقہ اردن کو واپس نہیں کیا جائے گا بلکہ اسرائیل نے اسے ۲۵ سال کے لئے ٹھیکہ پر لے لیا ہے۔ اور اس مدت میں بھی اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس معاہدہ کے تاریک پہلوؤں میں سے ایک پہلو یہ ہے کہ اس نے فلسطینیوں اور اردن کے درمیان اختلافات کے وسیع دروازے کھول دئے ہیں۔ جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ اس وقت القدس شہر اسرائیل کے قبضہ میں ہے اور اسے اس نے اپنا دارالحکومت بنایا ہوا ہے۔ بعض خاص مصلحتوں کی وجہ سے اسرائیل نے اردن کو یہ اجازت دے رکھی ہے کہ مسجد اقصیٰ اور دوسرے مقامات مقدسہ کی نگرانی شاہ حسین کی طرف سے متعین کردہ ایک مقامی ادارہ کرتا ہے۔ نئے معاہدہ صلح میں بھی اس حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔

فلسطینیوں کا یہ مطالبہ ہے کہ شرقی قدس فلسطین کا حصہ ہے اور مسجد اقصیٰ اور مقامات مقدسہ کا انتظام اس کی طرف سے متعین کردہ مقامی مسلمانوں پر مشتمل ادارہ کرے گا۔ اس موضوع نے فلسطینیوں اور اردن کے درمیان شدید اختلاف پیدا کر دیا ہے۔ حال ہی میں مفتی قدس کی وفات ہو گئی۔ حکومت اردن نے الشیخ عبدالقادر کو نیا مفتی قدس مقرر کیا اور یاسر عرفات نے اس اعلان کے معاً بعد اپنی طرف سے الشیخ عکرمہ صبری کو مفتی قدس مقرر کیا اور اس وقت دو مفتی قدس موجود ہیں۔ سنجیدہ مسلمان اس افسوسناک اختلاف پر سخت رنجیدہ ہیں۔

ممکن ہے بعض قارئین کے ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہو کہ یہود نے ابھی تک مسجد اقصیٰ اور مسجد صخرہ کے احاطہ میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کرنے کی جسارت کیوں نہیں کی، جب کہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ مسجد سلیمان علیہ السلام کے تعمیر شدہ "ہیکل سلیمانی" کی جگہ پر تعمیر کی گئی ہے۔ اس احاطہ میں یہود کے داخل نہ ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کے عقیدہ کے مطابق جب تک ان کے تصورات کے مطابق مسیح نہ آ جائے ان کے لئے ہیکل سلیمانی کے احاطہ میں داخل ہونا ممنوع ہے۔

ایک اور عجیب بات یہ ہے کہ مراکش (مغرب) کے "ملک الحسن الثانی" بھی اپنے آپ کو سلالۃ النبی میں شمار کرتے ہیں اور "امیرالمومنین" کے لقب سے بھی نوازے جاتے ہیں۔ مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو ان کی زیر صدارت شرق اوسط اور شمالی افریقہ کے ممالک کی اقتصادی حالت بہتر بنانے کے لئے ایک اقتصادی کانفرنس مراکش کے شہر "الدار البیضاء" میں منعقد ہوئی۔ اسرائیلی حکومت کے وزیر اعظم اور دوسرے وزراء اس میں شریک ہوئے۔ امریکہ اور روس کے وزراء خارجہ بھی شریک کانفرنس تھے۔ شام، لبنان، عراق، لیبیا کے علاوہ تمام عرب ممالک کے نمائندے اس میں شریک ہوئے۔ اس کانفرنس کی ساری تفصیل پر غور کرنے کے بعد اس کے انعقاد کا مقصد صرف یہ نظر آتا ہے کہ اسرائیل اور بعض متمول عرب ممالک کے درمیان سیاسی، اقتصادی اور فوجی تعاون کے لئے راہ ہموار کی جائے۔ بحرین، قطر، عمان اور سعودی عرب ان ممالک میں شامل ہیں۔

مراکش کے "ملک الحسن الثانی" کے بارے میں یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہو گی کہ مراکش کی آبادی تقریباً ۲۵ ملین ہے جن میں یہود کی تعداد چھ ہزار تین صد کے قریب ہے۔ اس کے باوجود مراکش کی کیبنٹ میں "بردوغو" وزیر سیاحت یہودی ہیں۔ اسی طرح ملک الحسن الثانی کے مشیر خاص "ازولای" بھی یہودی ہیں۔

یہاں "خلیل" شہر کے بارے میں کچھ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ القدس شہر سے تقریباً ۳۰ کلو میٹر کے فاصلے پر ایک شہر "خلیل" ہے جسے عبرانی میں "حبرون" کہا جاتا ہے۔ اس شہر میں حضرت ابراہیم، حضرت یعقوب، حضرت اسحاق علیہم السلام کی قبریں موجود ہیں۔ ان قبروں کے ساتھ ایک وسیع مسجد بنی ہوئی ہے۔ قبروں اور مسجد کا تمام احاطہ "حرم ابراہیمی" کہلاتا ہے۔ تقریباً چودہ سو سال پہلے مسلمانوں نے ہی اسے تعمیر کیا تھا۔ اس وقت سے لے کر اب تک یہ مقدس مقام مسلمانوں کی ہی زیر نگرانی رہا ہے۔ ۱۹۶۷ء میں جب اسرائیل نے اس شہر پر قبضہ کر لیا تو مسلمانوں کے احتجاج کے باوجود حکومت اسرائیل نے یہود کو بھی اس مقدس مقام میں داخل ہو کر عبادت کا حق دے دیا۔ کٹر یہودی فرقوں کے افراد ہمیشہ ہی مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکانے کی کوششیں کرتے رہے ہیں۔ اس کا آخری نتیجہ یہ نکلا کہ مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۹۴ء بروز جمعۃ جب مسلمان اس مسجد میں فجر کی نماز ادا کر رہے تھے اس پر ایک کٹر یہودی باروخ غولد نے اپنی رائفل سے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ تقریباً ۳۰ نمازیوں نے موقعہ پر ہی دم توڑ دیا۔ اس حادثہ کے معاً بعد فوج نے اس مقدس مقام کو بالکل بند کر دیا۔ آٹھ ماہ کے بعد یہ مقام جو خالصۃ مسلمانوں کی ملکیت تھی اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا اور مورخہ ۷ نومبر ۱۹۹۴ء کو دونوں مذاہب کے لئے الگ الگ حصے اور دروازے کھول دئے گئے ہیں۔ اس پر مسلمانوں نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔

عرب ممالک کے اسرائیل سے بڑھتے ہوئے تعلقات ایک طرف رکھے جائیں تو دوسری طرف حالت یہ ہے کہ اسرائیل فلسطین کا مقبوضہ علاقہ آزاد کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اسرائیل القدس کو چھوڑنے کے لئے آمادہ نہیں۔ جنوبی لبنان سے دست بردار ہونے کے لئے راضی نہیں۔ جولان کے وسیع و عریض پہاڑوں کو چھوڑنے کے لئے رضامند نہیں۔ لاکھوں فلسطینی جو کہ مختلف عرب ملکوں میں پناہ گزینوں کی زندگی بسر کر رہے ہیں اسرائیل انہیں واپس اپنے گھروں میں آ کر بسنے کی اجازت دینے کے لئے تیار نہیں۔ اس کے باوجود اکثر عرب ممالک اسرائیل سے گہرے تعلقات مضبوط سے مضبوط تر کرنے میں ایک دوسرے سے مسابقت لے جانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ اس حالت پر تو شاعر کا وہ شعر صادق آتا ہے۔

رہ منزل میں سب گم ہیں مگر افسوس تو یہ ہے
امیر کارواں بھی ہے انہی گم کردہ راہوں میں

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ آج سے تقریباً ۷۰ سال قبل ۱۹۲۴ء میں یورپ جاتے ہوئے چند دنوں کے لئے شرق اوسط میں بھی رکے تھے۔ اس سفر کے دوران آپ نے قاہرہ، القدس، حیفا اور دمشق کا بھی دورہ فرمایا تھا اور حالات کا بڑی گہرائی سے جائزہ لینے کے بعد اسرائیل کے معرض وجود میں آنے سے ۲۴ سال قبل عرب دنیا کو مندرجہ ذیل الفاظ میں باخبر فرمایا تھا۔

"...... بیت المقدس میں سے مندرجہ ذیل مقامات قابل ذکر ہیں۔ ابو الانبیاء حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت یوسفؑ کی قبور اور وہ مقام جس پر حضرت عمرؓ نے نماز پڑھی اور بعد میں اس کو مسجد بنا دیا گیا۔ اور حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے مقامات (بیت لحم وغیرہ ۔ مؤلف) وہاں کے بڑے بڑے مسلمانوں سے میں ملا ہوں۔ میں نے دیکھا ہے کہ وہ مطمئن ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہودیوں کے نکالنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ مگر میرے نزدیک ان کی رائے غلط ہے یہودی قوم اپنے آبائی ملک پر قبضہ کرنے پر تلی ہوئی ہے .... قرآن شریف کی پیش گوئیوں اور حضرت مسیح موعودؑ کے بعض الہامات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی ضرور اس ملک میں آباد ہونے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ پس میرے نزدیک مسلمان رؤساء کا یہ اطمینان بالآخر ان کی تباہی کا موجب ہو گا ......۔

(تاریخ احمدیت جلد پنجم صہ ۴۱۰، ۴۱۱)

آج جماعت احمدیہ کے مخالفین ان الفاظ سے اپنی الٹی عقل کے مطابق جو بھی الٹا مفہوم نکالیں وہ انہیں کو مبارک۔ لیکن اس حقیقت کا ہر باشعور اور عقل مند آدمی اعتراف کرتا ہے کہ آنے والے "نذیر" کے خلیفہ نے آنے والے خطرہ سے بہت پہلے انذار کا حق ادا کر دیا۔ بالکل اس ماہر ڈاکٹر کی طرح جو مریض کے معاینہ کے بعد اسے باخبر کرے کہ اگر تم نے اپنی مرض کا صحیح علاج نہ کروایا تو تم پر چند سالوں کے بعد فالج کا حملہ ہو جائے گا۔ مگر اس مریض کے عقلی دیوالیہ پن پر کون نہیں روئے گا جس نے اپنا علاج نہ کروایا اور مفلوج ہونے کے بعد الٹا ڈاکٹر کو ہی کوسنے لگا۔

آخر میں خلوص دل کے ساتھ ہماری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور مغضوب علیہم اور ضالین کے راستہ سے بچائے۔ آمین۔

"کس نے حق کو پہچانا اور کس نے ترک اسلام کیا"

حاصل تھی تائید الٰہی ہر تدبیر نے کام کیا
ابن امام المہدی نے تبلیغ دین کو عام کیا

شیخ و برہمن بیری تھے اس پیارے کے پر اللہ نے
پورب، پچھم، اتر، دکھن اونچا اس کا نام کیا

قدم قدم پر اس کی راہ میں خار بچھائے شیطاں نے
پھولوں کا سرتاج خدا نے اس کو ہر ہر گام کیا

اس کے روز و شب کا مصرف فکر ترقی و دین متیں
رات سجائی سجدوں سے دن نشر حق میں تمام کیا

کلمہ حق پر دار و رسن کا فتویٰ دے کر واعظ نے
جان لیا کہ اس نے دین کا اعلیٰ و ارفع کام کیا

ان کو کیا نسبت ہے رحمت عالم سے جن لوگوں نے
نفرت کا ہی راگ الاپا فتنہ و شر کو عام کیا

روز حساب اب دور نہیں اب عالم پر کھل جائے گا
کس نے حق کو پہچانا اور کس نے ترک اسلام کیا

سر پر سجا کر تاج خلافت اپنے بندہ طاہر کو
صادق و مخلص بندوں کا مولا نے آپ امام کیا

(حاجی غلام محی الدین صادق ۔ جرمنی)

CRAWFORD TRAVEL SERVICES
COMPETITIVE FARES TO PAKISTAN - INDIA - THE MIDDLE & FAR EAST - USA & CANADA BY PIA - AIR INDIA - BRITISH AIR - EMIRATE AIR - GULF AIR - KUWAIT AIR AND OTHER MAJOR AIRLINES
PHONE 071 723 2773
FAX 071 723 0502
Room 104, Chapel House
24 Nutford Place, London W1H

ASIAN JEWELLERY AT DISCOUNTED PRICES
LATEST DESIGNS IN STOCK
UK DELIVERY ARRANGED
CUSTOMER DESIGNS WELCOME
REPAIRS AND ALTERATIONS
DULHAN JEWELLERS
126 MILTON STREET
PALFREY, WALSALL
WEST MIDLAND WS1 4LN
PHONE 0922 33229

رہائش پذیر تھے۔ یہ عبدالرحمان صاحب قادیانی جن کو عبدالرحمان جٹ کہا جاتا تھا۔ ان کے بھتیجے تھے کہتی ہیں کہ اسی رات تہجد کی نماز میں نیم بیداری کی حالت میں ایک آواز سنائی دی جیسے کوئی کہہ رہا ہو "کفار مکہ کا نظارہ" میں گھبرا گئی اور یہ رویا، یہ تجربہ بیان کیا تو مولوی عبدالرحمان صاحب جٹ نے فرمایا کہ چونیاں نہ جائیں کیونکہ یہ اسی سلسلے میں انذار ہے۔ لیکن چونکہ ہم وہاں جانے کا پروگرام بنا چکے تھے اس لئے انہوں نے زیادہ اصرار نہ کیا البتہ ایک دعا بتائی کہ بکثرت یہ دعا پڑھتے ہوئے جائیں۔ ہم چونیاں اپنے مکان میں پہنچ گئے ابھی بمشکل ایک گھنٹہ ہی گزرا ہو گا کہ سینکڑوں لوگوں کا ہجوم آ گیا اور مکان کو گھیرے میں لے لیا۔ دو تین لڑکے اندر گھس آئے اور میرے میاں کے ساتھ بدسلوکی کی اور الجھ پڑے عین اس وقت پولیس کو ہمارے مکان پر حملے کی خبر مل گئی۔ انہوں نے لوگوں کو مکان سے باہر نکال دیا لیکن ہجوم بے قابو ہو رہا تھا۔ پولیس نے حفاظت کی غرض سے ہمیں ہوسٹل کے ایک کمرے میں بند کر دیا جو ہمارے مکان سے ملحق تھا۔ ہجوم پتھر اندر پھینک رہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ہماری حفاظت فرمائی۔ پھر بمشکل ہمیں ہجوم سے گزار کر قریبی مکانوں میں پناہ دینی پڑی۔ راستہ میں وقفے وقفے سے پتھروں کی بارش ہوتی رہی اور ان میں سے بعض پتھر میرے میاں کو لگے۔ کچھ عرصے بعد ہجوم منتشر ہو گیا تو ہمیں پولیس اپنی گاڑی میں کرنل احمد خان صاحب آف ٹوپی کے بنگلے میں چھوڑ گئی۔ ان کے عزیز و اقارب بھی ٹوپی سے خالی ہاتھ اپنی جانیں بچا کر وہاں آ گئے تھے۔ اس تجربے سے جو الہاماً آپ کو بتایا گیا "کفار کا نظارہ" اس سے پتہ چلتا ہے کہ احمدیت کی مخالفت کرنے والے وہی رنگ اختیار کریں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مخالفت میں مکے میں کیا گیا اور جس طرح خدا تعالیٰ نے غیر معمولی حفاظت سے بڑے شر سے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپ کے غلاموں کو بچایا اسی طرح جماعت احمدیہ کی بھی حفاظت فرمائے گا اور یہ واقعہ بعینہ اسی طرح ان کے حق میں پورا ہوا۔

بعض دفعہ یورپ کے احمدی پاکستان سے آئے ہوئے غریب اور ایسے طبقے سے تعلق رکھنے والے احمدیوں سے پریشان ہوتے ہیں جن کی عادتیں ان سے بالکل مختلف ہیں۔ جن کا علم بھی کم ہے جن کی تہذیب ترقی یافتہ نہیں ہے اور وہ حیران ہوتے ہیں کہ ان میں تو بہت سی برائیاں بھی ہیں پھر ان کو کیوں خدا نے چن لیا ہے۔ وہ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ یہ غریب اور کمزور احمدی خدا کی خاطر بڑی بڑی قربانیاں دے کر آئے ہیں اور ہر قربانی پر ثابت قدم رہے ہیں اور اتنی عظیم مثال وفا کے ساتھ انتہائی تکلیفوں میں صبر کے ساتھ دن گزار کر اپنے ایمان پر رہنے کی انہوں نے قائم کی ہے کہ ایسی مثال تاریخ عالم میں کم دکھائی دیتی ہے۔ پس میں جانتا ہوں کہ ان میں کمزوریاں بھی ہیں، ان میں غفلتیں بھی ہیں، تہذیبی تقاضے بھی پورے نہیں کرتے لیکن ہیں ایسے خدا کے بندے جن کی وفا آزمائی جا چکی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی کمزوریوں سے اس وجہ سے صرف نظر فرماتا ہے۔ خدا کرے کہ یہ کمزوریاں بھی دور ہو جائیں اور انہی گودڑیوں میں وہ لعل پیدا ہوں جن پر خدا اپنے جلوے دکھائے اور خدا کے نور سے وہ لعل چمکتے رہیں اور تمام دنیا اس بات کی گواہ ہو جائے کہ ان میں کوئی بات تھی جس کی وجہ سے خدا نے ان سے پیار کیا ہے۔ یہ بے وجہ خدا کے انعامات نہیں تھے جو ان پر نازل ہو رہے ہیں۔

راجہ محمد عنایت صاحب کی اہلیہ محترمہ امتہ الرحمٰن صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ میرے خسر غیر احمدی تھے اور مجھ پر بہت ہی ظلم کیا کرتے تھے، ہر وقت جھگڑا، ہر وقت گالیاں۔ جامعہ اشرفیہ کی مسجد میں نماز پڑھنے چلے گئے یعنی گالیاں والیاں دے کر۔ تو میں بہت روئی، روتے روتے میں نے بلند آواز سے عرض کیا کہ یا اللہ میں تو یہاں تڑپ رہی ہوں، میری ماں کو ربوہ میں معلوم ہو جائے کہ اس کی بیٹی کی کیا حالت ہے۔ کہتی ہیں اگلے دن صبح صبح ان کے بھائی وہاں پہنچ گئے اور آ کے پوچھا کہ تمہیں کوئی تکلیف وکلیف تو نہیں ہے۔ کہتی ہیں میں سن کر رو پڑی لیکن ساس نے پردہ ڈالنے کی خاطر کہا کہ بھائی کو دیکھ کر محبت سے روئی ہے تکلیف تو کوئی نہیں ہے۔ اس پر بھائی نے کہا کہ میں تو اس لئے آیا ہوں کہ کل والدہ کو بالکل ٹھیک حالت میں چھوڑ کر مسجد میں عشاء کی نماز کے لئے گیا یعنی یہ وہی وقت ہے جبکہ ان کا سسر گالیاں دے کر جامعہ اشرفیہ میں نماز پڑھنے گیا ہوا تھا، تو واپس آیا تو والدہ کا برا حال تھا رو رو کر ہلکان ہوئی جاتی تھی کہ ہائے میری بیٹی کو کیا ہو گیا ہے تم فوراً جاؤ اور صبح جا کر اس کا پتہ کرو۔ کہتی ہیں جب یہ اس نے واقعہ سنایا تو میری ساس کی کایا پلٹ گئی۔ اس نے کہا کہ بالکل اسی وقت جس وقت اس کی والدہ کو خدا نے یہ خبر دی تھی اس بے چاری کا یہاں رو رو کر برا حال ہو رہا تھا اور میرے سامنے اس نے یہ کہا کہ اے اللہ میری ماں کو خبر دے دے کہ اس کی بیٹی کا برا حال ہے۔ تو یہ ایک نظام مواصلات قائم ہے اور زندہ نظام ہے۔ ہم نے بارہا اس کو دیکھا ہے۔ ایک دردناک چیخ آسمان پر اٹھتی ہے اور آسمان سے وہ خبر بن کر اس شخص کے دل پر اترتی ہے جس کے لئے چیخ بھیجی گئی تھی۔ پس یہ وہ زندہ خدا ہے جو احمدیت کا خدا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کوئی ابتلاء انسان کے قدموں کو لرزا نہیں سکتا۔ قدموں کو لڑکھڑا نہیں سکتا اور یہی وہ سچا ثبوت ہے احمدیت کی زندگی کا جس کی بناء پر ہم خدا کے فضل سے ہر ابتلاء میں احمدیت پر پوری طرح قائم ہیں اور ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں کے نشانات کو ہم میں اور بھی بڑھاتا رہے۔ ان ملکوں میں بھی جہاں کثرت سے احمدیوں نے پناہ لی ہے بکثرت ایسے باخدا وجودوں کی ضرورت ہے جن کو دیکھ کر یہ نئے آنے والے اپنے ایمان کو تقویت دیں یا ان کا ایمان اس سے تقویت پائے کیونکہ دلائل کی دنیا محدود دنیا ہے۔ دلائل کا ایمان کمزور ہوا کرتا ہے۔ اصل ایمان وہ ہے جو تعلق باللہ کی زندہ شہادت کے نتیجے میں تقویت پاتا ہے۔ اصل ایمان وہ ہے جس کو قبولیت دعا کے پھل لگنے شروع ہو جاتے ہیں۔ پس میری دعا ہے کہ آپ میں سے بھی اللہ تعالیٰ نیک، پارسا ایسی خواتین پیدا فرمائے جو خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق رکھنے والی ہوں، ان کی دعائیں قبول ہوں، ان پر خدا کی رحمتیں اس طرح جلوہ گر ہوں کہ ماحول کو بھی دکھائی دینے لگیں۔ اور خدا کرے کہ آپ کی پاک صحبت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نئی آنے والی مغربی خواتین بھی اسی طرح الٰہی رنگوں میں رنگین ہو جائیں اور اسی طرح اللہ ان پر جلوہ گر ہو۔ آپ کی وساطت کی انہیں ضرورت نہ رہے براہ راست ان کا ہاتھ اللہ کے ہاتھ میں آ جائے یہی وہ زندگی کی نشانی ہے جس کے ساتھ خدا تعالیٰ ایک زندہ مذہب کی صداقت کی تصدیق فرماتا ہے۔ خدا کرے کہ یہ نشانیاں ہم میں ہمیشہ زندہ اور پائندہ رہیں۔

بھکر میں ایک احمدی مسلمان پر "السلام علیکم"، "معزز" اور "بابرکت" کے الفاظ استعمال کرنے پر مقدمہ

[پریس ڈیسک] بھکر سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مکرم شیخ دبیر احمد صاحب آف چک ۶۲ ایم۔ ایل۔ ضلع بھکر کے خلاف ایک تقریب میں تقریر کرتے وقت "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، السلام علیکم، معزز اور بابرکت" وغیرہ کے الفاظ استعمال کرنے کی وجہ سے زیر دفعہ ۲۹۸/سی تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ تھانہ سٹی بھکر میں درج ہوا۔ واقعات کے مطابق مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدر ڈاکٹر دین محمد فریدی نے مقامی پولیس کو درخواست دی جس میں لکھا کہ:

" مورخہ ۲۹ جون ۱۹۹۴ء کو ضلع کونسل بھکر ہال میں خاندانی منصوبہ بندی کے بارہ میں ایک مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی جو کہ جناب ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر بھکر نے کرائی جبکہ مہمان خصوصی جناب میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال بھکر تھے اور دیگر معززین علاقہ نے بھی شرکت کی۔ اس مجلس مذاکرہ میں ملزم شیخ دبیر احمد قادیانی سکنہ چک ۶۲/ایم۔ ایل۔ غیر مسلم کو بھی مدعو کیا گیا اور ملزم مذکور نے ضلع کونسل ہال بھکر میں تقریر بطور خود کو مسلمان ظاہر کرتے ہوئے کی اور اپنی تقریر کی ابتداء "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" سے کی اور السلام علیکم کے الفاظ بھی ببانگ دہل استعمال کئے۔ جناب والا شان "السلام علیکم" اور "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" شعائر اسلام میں شامل ہیں جبکہ ملزم بالا کو یہ فقرات نیز "معزز اور بابرکت" کے استعمال کرنے کا کوئی حق ہرگز نہیں ہے۔ اس طرح ملزم مذکور نے دفعہ ۲۹۸/سی کی کھلم کھلا خلاف ورزی کی ہے اور قانون کو ہاتھ میں لیا ہے اور ناجائز فائدہ اٹھایا ہے اور ہم مسلمانوں کی توہین اور دلآزاری کی ہے .... اسلامی کلمات جن کے استعمال کرنے کا ملزم کو قطعی طور پر حق حاصل نہیں ہے استعمال کئے۔ لہذا استدعا ہے کہ ملزم کے خلاف اندراج پرچہ فرما کر قانونی طور پر اسے قرار واقعی سزا دلوائی جائے اور مسلمانان علاقہ کی دلجوئی فرمائی جائے تاکہ آئندہ کوئی غیر مسلم ایسی جسارت نہ کر سکے"۔

چنانچہ مکرم شیخ دبیر احمد صاحب کے خلاف پرچہ درج ہو گیا۔ ان کی ضمانت عدالت نے منسوخ کر دی جس پر انہیں دو ہفتہ جیل میں رہنا پڑا۔

احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ اپنے پاکستانی احمدی بھائیوں کے لئے درد دل سے دعا جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں دشمن کی تمام چالوں سے بچائے۔ اللھم انا نجعلک فی نحورھم و نعوذبک من شرورھم۔

ضروری اعلان

وصیت کا قاعدہ نمبر ۵۲ تبدیل ہو گیا ہے۔ تبدیل شدہ قاعدہ کے مطابق ایسے موصی / موصیات جو اپنی جائداد کا حصہ ادا کر کے سرٹیفکیٹ لے چکے ہوں ان کو بھی اپنی جائداد کی آمد سے حصہ آمد بشرح ۱/۱۶ ادا کرنا لازمی ہو گا (آمد از کرایہ مکان، دوکان، زرعی زمین وغیرہ)۔

ترمیم شدہ قاعدہ نمبر ۵۲ یہ ہے:۔

"جس جائداد کا حصہ جائداد سو فیصدی ادا کر دیا گیا ہو اس پر حصہ آمد بشرح چندہ عام کی ادائیگی لازمی رہے گی"۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز، ربوہ)

"ہزاروں صدیقوں اور برگزیدوں کا اسی لئے خون ہوا کہ دنیا نے ان کو نہیں پہچانا۔ وہ اسی لئے مکار اور خود غرض کہلائے کہ دنیا ان کے نورانی چہرہ کو دیکھ نہ سکی"

(مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ

SPECIALISTS IN
22 & 24 CARAT GOLD
JEWELLERY
khalid JEWELLERS
10 Progress Building,
491 Cheetham Hill Road,
Cheetham Hill,
MANCHESTER M8 7HY
PHONE & FAX
061 795 1170

IMPORTERS & EXPORTERS
OF
READY MADE
GARMENTS
S.S. ENTERPRISES
TELEPHONE AND FAX NO:
081 788 0608

وقف زندگی کی اہمیت

(یعقوب امجد - ربوہ)

وقف زندگی کی منظم منضبط تحریک اگرچہ جماعت احمدیہ سے آغاز پائی ہے مگر جب ہم اس روش کا کھوج لگاتے ہیں تو سابقہ انبیائے کرام اور اسلام کے اولین دور میں بھی اس کا سراغ ملتا ہے۔ یہودیوں میں رہبان اور عیسائیوں میں احبار اور ربانی لوگ کسی نہ کسی طور پر وقف ہی کے انداز میں دینی خدمات بجالایا کرتے تھے۔ اسلام کے اولین دور میں صحابہ کرامؓ نے جو فقر و درویشی کی طرح ڈالی، تو اس میں بھی یہی جذبہ کارفرما تھا۔ اس دور کے بعد صوفیاء نے یہی راہ اختیار کی، بلکہ وہ تو اسی راہ پر چلتے ہوئے اپنے اوطان کو چھوڑ کر غیر ممالک میں جا دھونی رماتے تھے۔ اسی جذبے کے تحت حضرت علی بن عثمان ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش، لاہور میں وارد ہوئے۔ اسی طرح دیگر بزرگان کرام بھی وقتاً فوقتاً ایسی ہی خدمت کے لئے اپنے اپنے جذب و شوق کا اظہار کرتے رہے۔ ان سب بزرگوں کا مقصد ایک ہی تھا یعنی تبلیغ و اشاعت دین۔ مگر سب کا انداز جدا جدا تھا۔ یہ لوگ اپنی ریاضت و عبادت اور زہد و ورع کے مثالی کردار سے لوگوں کو متاثر کرتے تھے۔ بزرگان دین کی خدمات کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ مسیح موعودؑ کی آمد کا زمانہ آ پہنچا۔ انہوں نے جب اپنے مسیح و مہدی ہونے کا من جانب اللہ اعلان فرمایا، تو سعید روحیں جو اک زمانے سے منتظر تھیں وہ آپ کے آستانے تک پہنچ پہنچ کر بیعت سے مشرف ہونے لگیں۔

اگرچہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی زندگی میں باقاعدہ وقف زندگی کی تحریک کا اجراء تو نہیں فرمایا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے مخلص اور بے لوث رفقاء عطا فرمائے کہ احمدیت میں داخل ہونے کے بعد وہ خود کو دین کے لئے وقف سمجھتے تھے، جو کام بھی امام زماں مہدی دوراں ان کے ذمہ لگاتے تھے اسے بجالانا وہ اپنی سعادت جانتے تھے۔

مثال کے طور پر حضرت مولانا نورالدین صاحب بھیرہ میں اپنا مکان بنوا رہے تھے اور تعمیراتی اشیاء کی خریداری کے لئے وہ لاہور آتے جاتے رہتے تھے۔ ایک روز ایسے ہی سفر کے دوران وہ لاہور سے قادیان جا پہنچے کہ حضور پاک سے ملاقات کا شرف حاصل کر سکیں۔ وہاں دو تین دن گزر گئے۔ مولوی صاحب ہر روز ہی اجازت کے لئے حاضر ہوتے مگر حضرت صاحب فرماتے، "مولوی صاحب! اتنی جلدی کیا ہے؟ ایک دو دن اور ٹھہر جائیے"۔ آخر چند روز بعد مولوی صاحب نے بڑے ادب سے عرض کیا: حضور خاکسار تو تعمیراتی سامان خریدنے کے لئے صرف لاہور تک آیا تھا۔ بس آپ کی دید کا شوق یہاں لے آیا۔ حضور نے فرمایا مولوی صاحب اب یہیں رہ جائیں، مکان تعمیر ہوتا رہے گا۔ کچھ دنوں کے بعد فرمایا: اپنے اہل و عیال اور کتب خانہ بھی منگوا لیں تاکہ آپ سکون سے رہ سکیں۔ چنانچہ مولوی صاحب نے آقا کے فرمان کے مطابق عمل کیا اور پھر مستقل طور پر قادیان ہی کے ہو کر حضور کے قدموں میں پڑے رہے۔

حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کے نمونے پر حضورؑ کے بعض اور رفقاء بھی قادیان ہی میں آ کر آباد ہو گئے اور جماعت کے کاموں میں پوری دلجمعی کے ساتھ شریک ہو گئے۔ جماعت روز بروز بڑھتی چلی گئی۔ انتظامی امور کا سلسلہ بھی پھیلتا چلا گیا۔ اس لئے حضور کے رفقاء نے کمال خندہ پیشانی کے ساتھ آپ کا ہر معاملے میں ساتھ دیا۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت مولانا نورالدینؓ کے دور خلافت میں بھی ان بے لوث احباب کی خدمات کا سلسلہ جاری رہا۔ بلکہ بعض تبلیغ دین کے لئے بیرون ملک بھی چلے گئے۔ آخر جب حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا دور آیا اور اشاعت دین اور دعوت الی اللہ کا کام وسیع سے وسیع تر بنیادوں پر استوار ہوا، تو حضور نے سلسلے کی بڑھتی ہوئی ضروریات اور مستقبل کی دینی اغراض و مقاصد کے پیش نظر اپنے مبارک عہد میں "وقف زندگی" کو ایک منظم تحریک کے طور پر جاری فرمایا۔ اسی ضرورت کے تحت بعد میں "وقف جدید" کا اجراء فرمایا۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دور میں بھی جماعت کا کام اندرون ملک اور بیرون ملک وسعت پذیر ہوا۔ آپ نے وقف زندگی کا ہاتھ بٹانے کے لئے "وقف عارضی" کی تحریک کو جاری فرمایا۔ اس کے بھی حوصلہ افزا نتائج برآمد ہوئے۔ آج بھی یہ تحریک جاری ہے اور مخلصین جماعت ان میں باقاعدہ حصہ لے کر خدمت کرتے چلے جا رہے ہیں۔ مگر آج حضرت سیدنا مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے عہد خلافت میں جماعت کا دائرہ ایک سو سے زائد ممالک پر محیط ہے اور مستقبل قریب میں جماعت کی غیر معمولی ترقی اور فروغ کے نشان افق عالم پر ہویدا ہو رہے ہیں۔ ان قرائن و آثار کو دیکھ کر ہمارے جان و دل سے پیارے امام اور بیدار دل و دماغ کے حامل رہنما نے اپریل ۱۹۸۷ء میں "وقف نو" کی تحریک کا آغاز فرمایا۔ آج جس دور میں جماعت داخل ہو چکی ہے اور اشاعت و دعوت الی اللہ کی مساعی جس رنگ میں جاری ہیں ان کو کامیابی سے چلانے کے لئے پہلے سے کہیں زیادہ واقفین کی ضرورت پیش آنے والی ہے۔ چنانچہ اس آنے والے دور کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے حضور انور نے "تحریک وقف نو" کے تحت "پنج ہزاری" سپاہ واقفین قائم کرنے کا عزم فرمایا ہے۔ یہ سب امور اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ وقف زندگی کی اہمیت کیا ہے؟ وقت آواز دے رہا ہے اور ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ اس سعادت کے حصول کی طرف ہمیں بلا رہے ہیں۔

حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ جو وقف زندگی کی تحریک کے بانی ہیں، انہوں نے اپنے خطبات و ارشادات میں اس ربانی و آسمانی تحریک پر خوب روشنی ڈالی ہے اور مختلف زاویہ فکر سے اس مبارک و حیران کن تحریک کی ضرورت و اہمیت پر زور دیا ہے۔ آپ نے ایک موقعہ پر ان الفاظ میں اس کی اہمیت کو بیان فرمایا ہے:-

> "دنیا میں روپیہ کے ذریعہ کبھی تبلیغ نہیں ہوئی اور جو قوم یہ سمجھتی ہے کہ روپیہ کے ذریعہ وہ اکناف عالم میں اپنی تبلیغ کو پہنچا دے گی، اس سے زیادہ فریب خوردہ، اس سے زیادہ احمق اور اس سے زیادہ دیوانی قوم دنیا میں کوئی نہیں۔ زندگی کی علامت یہ ہے کہ تم میں سے ہر شخص اپنی جان لے کر آگے آئے اور کہے یہ خدا اور اس کے رسول اور اس کے دین کے لئے حاضر ہے۔ ...... جس دن تم یہ سمجھ لو گے کہ تمہاری زندگیاں تمہاری نہیں بلکہ اسلام کے لئے ہیں۔ جس دن سے تم نے محض دل میں ہی نہ سمجھ لیا بلکہ عملاً اس کے مطابق کام بھی شروع کر دیا، اس دن تم کہہ سکو گے کہ تم زندہ جماعت ہو"۔
>
> (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ جنوری ۱۹۳۵ء)

مذکورہ اقتباس سے یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ تبلیغ کا کام صرف روپے سے نہیں ہو سکتا۔ ہاں! جو لوگ مالی قربانی کے ساتھ ساتھ جانی قربانیاں بھی پیش کرتے ہیں، وہی دنیا میں کامیابی سے ہم کنار ہوتے ہیں اور وہی لوگ زندہ جاوید قرار دئے جاتے ہیں۔

اسی طرح ایک اور موقعے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے وقف زندگی کی ضرورت و اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے فرمایا:-

> "تم سے جس چیز کا مطالبہ کیا گیا ہے اور جو اکیلا حقیقی مطالبہ ہے وہ تمہاری جان کا مطالبہ ہے۔ نہ صرف تمہیں اس مطالبہ کو پورا کرنا چاہئے بلکہ ہر وقت یہ مطالبہ تمہارے ذہن میں مستحضر رہنا چاہئے کیونکہ اس وقت تک تم میں جرات و دلیری پیدا نہیں ہو سکتی جب تک تم اپنی جان کو ایک بے حقیقت چیز سمجھ کر دین کے لئے اسے قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار نہ رہو"۔
>
> (خطبہ جمعہ ۱۱ جنوری ۱۹۳۵ء)

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ واقفین زندگی معمولی لوگ ہیں آپ نے اس بارے میں نہایت واضح الفاظ میں احباب کو مطلع فرمایا ہے کہ واقفین زندگی ادنیٰ نہیں اعلیٰ ہوتے ہیں بشرطیکہ وہ کوتاہی سے پاک رہیں۔ اس سلسلے میں آپ کا ایک ارشاد نقل کیا جاتا ہے:-

> "جو شخص دین کے لئے اپنی زندگی وقف کرتا ہے وہ ادنیٰ نہیں بلکہ اعلیٰ ہے بشرطیکہ ہر قسم کی کوتاہی سے اپنے آپ کو بچائے"۔
>
> (خطبہ جمعہ ۲۰ دسمبر ۱۹۳۵ء)

وقف زندگی کی اہمیت کا تذکرہ ایک دوسرے مقام پر آپ نے یوں فرمایا ہے:-

> "جو قومیں اپنی جان بچانا چاہتی ہیں وہی مرتی ہیں اور جو اپنی جانوں کو ہتھیلیوں پر لئے پھرتی ہیں، وہ ہمیشہ زندہ رہتی ہیں"۔
>
> (خطبہ جمعہ ۵ فروری ۱۹۳۷ء)

آپ کے مذکورہ بالا فرمودات سے یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ وقف زندگی کا مطالبہ کیا اہمیت رکھتا ہے۔ بلکہ یوں سمجھنا چاہئے کہ قوموں کی زندگی اس سے وابستہ ہے۔ جو لوگ مجموعی طور پر بغیر کسی امتیاز کے اس الٰہی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اپنے آپ کو خدمت سلسلہ کے لئے پیش کرتے ہیں، درحقیقت وہ لوگ احیائے دین و ملت میں حصہ دار بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات قادر و قدیر ہے کہ ہر کام ظاہری اسباب کے بغیر بھی کرنے پر قادر ہے۔ مگر اس کی عادت اور دستور یہ ہے کہ وہ ہر کام میں اسباب کو بروئے کار لا کر ہم ناچیز انسانوں کو اپنی رحمت اور فضلوں کا مورد بننے کا موقع عطا کرتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی رحمتوں کو جذب کرنے کے لئے احباب جماعت کو اپنے نوجوانوں کو وقف زندگی کے میدان میں اترنے کی تلقین کرنی چاہئے۔ خود نوجوان طبقے کو بھی اپنے اندر خدمت دین کا جذبہ پیدا کرتے ہوئے آگے آنا چاہئے۔

وقف زندگی کا تعلق جماعت کے ہر فرد کے ساتھ ہے۔ کوئی طبقہ اور خاندان اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مضمون کو بڑی وضاحت کے ساتھ اپنے ایک خطاب میں بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

> "وقف کی شدید ضرورت ہے کیونکہ آئندہ سو سالوں میں اسلام نے جس کثرت سے ہر جگہ پھیلنا ہے اس کے لئے لاکھوں تربیت یافتہ غلام چاہئیں۔ ایسے واقفین زندگی چاہئیں جو خدا کی راہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہوں۔ ہر طبقہ زندگی سے کثرت کے ساتھ واقفین چاہئیں۔ ہر ملک سے واقفین زندگی چاہئیں۔ اس سے پہلے بھی ہم تحریک کرتے رہے ہیں اور دوستوں کو اپنے بچے وقف کرنے کی ترغیب دلانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ لیکن اس تحریک پر بعض خاص طبقوں نے اپنے آپ کو وقف زندگی سے بالعموم مستثنیٰ سمجھا ہے۔ چنانچہ عملاً جو واقفین زندگی سلسلہ کو ملتے رہے ہیں وہ زندگی کے ہر طبقہ سے نہیں آئے۔ بعض بہت صاحب حیثیت لوگوں نے بھی اپنے بچے پیش کئے لیکن بالعموم دنیا کی نظر میں جس طبقے کو بہت عزت سے نہیں دیکھا جاتا یعنی درمیانے درجے کا جو غریبانہ طبقہ ہے اس میں سے بچے وقف کے لئے پیش ہوتے رہے۔ چنانچہ اس طبقہ سے واقفین زندگی کا آنا ان کی عزت بڑھانے کا موجب ہے، عزت گرانے کا نہیں۔ لیکن دوسرے طبقوں سے واقفین زندگی کا نہ آنا، ان کی عزت گرانے کا موجب ہے .... کسی کو ہرگز یہ غلط فہمی نہ ہو کہ اگر ظاہری عزت والے لوگ اپنے بچے وقف نہ کریں تو نعوذباللہ من ذالک جماعت محروم رہ جائے گی۔ اور جماعت کی عزت میں کمی آ جائے گی۔ بلکہ میں ان خاندانوں کو جو وقف کی تحریک میں حصہ نہیں لیتے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کی عزتیں باقی نہیں رہیں گی۔ وہ بظاہر دنیا میں معزز ہیں لیکن اگر انہوں نے خدا کے حضور اپنے بچے پیش کرنے کا گر نہ سیکھا تو خدا کے نزدیک وہ آئندہ اپنے آپ کو ذلیل کرتے جائیں گے۔ دوست یاد رکھیں کہ وقف زندگی دراصل سنت انبیاء ہے"۔
>
> (خطبہ جمعہ ۳ اپریل ۱۹۸۷ء)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے مذکورہ واضح اور تفصیلی ارشاد کے بعد اب کوئی گنجائش نہیں کہ "وقف زندگی" کی ضرورت یا کسی پہلو پر مزید کچھ اور لکھا جائے۔ ہر صاحب بصیرت احمدی اپنے آقا کے ارشاد کو پڑھ کر اس پر عمل کرے اور اپنے بچے کو خدمت دین کے لئے از خود پیش کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔

سیرت المہدیؑ کا ایک ورق

حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان فرمودہ بعض روایات درج ذیل ہیں :۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وقتاً فوقتاً مختلف بزرگوں کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ:

" حضرت ابو الحسن خرقانی کسی امر کے متعلق تیس سال دعا کرتے رہے۔ ان کو ہر دفعہ یہی آواز آتی تھی تمہاری دعا قبول نہیں ہوئی۔ ایک دن ان کا ایک مرید ان کے پاس آیا اور جس وقت آپ کو الہام ہوا تو اس آواز کو اس نے بھی سنا مگر ادب کے سبب سے خاموش ہو رہا۔ دوسرے دن پھر وہ پاس سویا اور اس آواز کو سنا۔ پھر بھی اس نے ذکر نہیں کیا۔ تیسرے دن پھر اس نے آواز کو سنا اور آپ سے کہا مجھے اس آواز کو سنتے ہوئے تین دن ہو گئے ہیں آپ اس راستہ کو چھوڑ کر اور کوئی راہ اختیار کریں۔ آپ نے اس مرید سے بہت خفا ہو کر یہ بات کہی تم جانتے ہو کہ ایک دروازے کے سوا کوئی اور بھی دروازہ ہے؟ اگر بادشاہ ایک مزدور کو مزدوری نہیں دیتا تو کیا مزدور کا یہ کام ہے کہ مزدوری چھوڑ دے۔ ہاں دنیا کے لوگوں میں تو یہ بات ہوتی ہے کہ اگر ایک جگہ کام نہ ملے تو دوسری جگہ کام کرتے ہیں۔ آپ نے اس مرید کو کہا کہ اس عزّ و جل کے سوا اور بھی کوئی بادشاہ ہے جس سے ہم جا کر مانگیں اور اپنی معروضات پیش کریں۔ جو کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے وہ ہم نے کرنا ہے۔ وہ اگر نہ کرے تو اسے پوچھنے والا کوئی نہیں۔ اگر ہم نہ کریں تو ہم پوچھے جانے والے ہیں"۔

—○○○—

دعاؤں کے متعلق آپ فرمایا کرتے تھے :۔

" یہ بھی ایک دوستانہ معاملہ ہوتا ہے جس طرح بعض دفعہ بعض دوست بعض کی مان لیتے ہیں۔ دوسری دفعہ پھر وہ اپنی منوا لیتے ہیں۔ یہ خیال کہ ہر ایک کی دعا قبول ہو یہ صحیح نہیں ہے۔ بعض دفعہ جناب الٰہی اپنی مرضی منوانا چاہتے ہیں۔ بعض دفعہ بندے کی مان لیتے ہیں"۔

—○○○—

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گورداسپور گئے ہوئے تھے اور کرم دین کے مقدمہ کی آخری پیشی تھی۔ خواجہ صاحب مجسٹریٹ کے سامنے پیش تھے۔ کسی نے ذکر کیا کہ حضور دعا کرو۔ اللہ تعالیٰ روح القدس سے خواجہ صاحب کی مدد اور تائید کرے۔ آپ نے فرمایا :۔

" ہر ایک وقت دعا کا نہیں ہوتا۔ بعض وقت دعاؤں کے ہوتے ہیں اور بعض وقت صبر واستقلال کے ہوتے ہیں۔ ہر وقت مانگتے ہی جانا بے صبری کی دلیل ہے۔ کسی وقت انسان مانگے اور کسی وقت صبر سے بھی کام لے"۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ :۔

" میرا ارادہ ہے کہ میں ایک کتاب لکھوں جس کا نام اجابت الدعا ہو۔ اور اس میں یہ بتلاؤں کہ دعا کس طرح کرنی چاہئے اور کیا اس کے طریقے ہیں۔ اور پھر ہر ایک دعا کی قبولیت کے متعلق کس طرح انتظار کرنا چاہئے"۔

—○○○—

بعض امور کے متعلق جب آپ دعا کیا کرتے تھے تو آپ روزہ رکھ کر غسل کر کے اور بیت الدعا کا دروازہ بند کر کے بہت لمبے لمبے وقت تک آپ دعا کیا کرتے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا کے لئے جسم اور روح کی پاکیزگی کی بہت ضرورت ہے اور بعض دعائیں جو لوگوں کی قبول نہیں ہوتیں ان میں کوئی نہ کوئی نقص واقع ہوتا ہے یا کوئی ایسا حجاب ہوتا ہے جس کو دور نہیں کیا جاتا۔ بجائے اس کے کہ انسان اپنے آپ کو ملزم قرار دے جناب الٰہی کی طرف الزام منسوب کرتا ہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی۔

—○○○—

حضور جس امر کے متعلق دعا کیا کرتے تھے اس میں نہایت محویت سے اور توجہ الی اللہ سے دعا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے :۔

" منگن گیا سو مر گیا۔ مرے سو منگن جا
جب تک مانگنا اور مرنا ایک نہ ہو جائے اس وقت تک دعا اپنی قبولیت کو نہیں پہنچتی"۔

—○○○—

ایک دفعہ حضرت ام المومنینؓ بیمار تھیں۔ ظہر کی نماز کے بعد آپ نے ذکر فرمایا کہ میں نے ان کی بیماری کے لئے دعا کی اور فرمایا کہ :۔

" مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میرا جسم بے حس ہو گیا ہے۔ پس دعا کے بعد میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ دعا کے بعد اب مجھے آرام ہے۔

جس سے آپ یہ بتانا چاہتے تھے کہ :

" دعا ایک روح کی قربانی ہوتی ہے جب تک اس حد کو نہ پہنچے اس وقت تک وہ دعا نہیں کہلا سکتی"۔

حضور کا ایک الہام بھی ہے۔

اس درگاہ بلند میں آساں نہیں دعا
منگن گیا سو مر گیا۔ مرے سو منگن جا

(ماخوذ از اخبار الحکم قادیان جلد ۳۸، ۷ فروری ۱۹۳۵ء)

الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔

(مینیجر)

حج کعبہ اور سعودی عرب کا کردار

(م - ا - ح)

اس موضوع پر مقامی ہفت روزہ ایشین ٹائمز مورخہ ۲۷ اگست ۱۹۹۴ء صفحہ ۴ میں ایک طویل مراسلہ شائع ہوا ہے جس میں دلائل کے ساتھ موجودہ سعودی حکمرانوں کو ہدف تنقید بنایا گیا ہے۔ اگرچہ اس مراسلہ کے بعض مندرجات سے ہمیں اتفاق نہیں ہے تاہم اپنے قارئین کی دلچسپی کے لئے اس کا اردو ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔

یوں تو ابن سعود کے گھرانے نے برسر اقتدار آتے ہی اپنے مذہبی مسلک کی شدت کی بناء پر حرمین شریف میں اہل بیت نبویؐ اور ممتاز صحابہ کرامؓ کے آثار کو اس طرح منہدم اور نابود کیا کہ تاریخ اسلام کے ان عظیم نشانوں کا بس ذکر باقی رہ گیا ہے۔ عالم اسلام کے دو بڑے گروہوں یعنی اہل سنت والجماعت اور اہل تشیع نے اس پر شدید احتجاج کیا تھا مگر ان مطلق العنان حکمرانوں نے اس کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کی تھی۔

اس کے بعد بتدریج اہل حدیث فرقہ سے اختلاف رکھنے والے شہریوں کا جس طرح ناطقہ بند کیا گیا اور انہیں ملک بدر ہونے پر مجبور کیا گیا، یہ اپنی جگہ ایک عبرتناک داستان ہے۔ عرب کے یہ شہری آج مختلف ممالک میں غریب الوطنی کی زندگی گزار رہے ہیں جبکہ تیل کی دولت سے حاصل شدہ مال کے بل بوتے پر سعودی خاندان کے افراد (اپنے مسلک کے علی الرغم) مغربی ممالک میں جا کر داد عیش دیتے ہیں۔ کوئی رات بھر میں لاکھوں ڈالر جوئے میں ہارتا ہے اور کوئی واپس جاتے وقت اپنی گوری داشتہ کو رولز رائس اور بنگلہ بخش دیتا ہے۔ کسی نے گھوڑے پال رکھے ہیں تو کوئی رئیس کے کتوں کی افزائش نسل میں مشہور ہے۔ ان کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ اور۔

لیکن سب سے قابل مذمت ان کا وہ اقدام ہے جس کی رو سے انہوں نے لاکھوں فرزندان توحید کو اپنے محبوب قبلہ اور اپنی جان سے پیارے ہادی و مقتداء (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مزار اور شہر کی زیارت اور حج کی عبادت سے محروم کیا اور اس طرح کفار مکہ کی سنت کو تازہ کیا جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دخول مکہ اور حج پر پابندی لگائی تھی۔

ہمیں خوشی ہے کہ مسلمانوں کے ایک طبقہ میں اس رجعت پسند جابرانہ حکومت کی غیر اسلامی حرکات پر بے چینی کا اظہار ہو رہا ہے۔ خدا تعالیٰ جلد وہ وقت لائے جب یا تو ان مستبد حکمرانوں کی آنکھوں اور دلوں پر سے تعصب اور جہالت کے پردے اتر جائیں یا پھر وہ اپنی قدیم سنت کے مطابق ظالموں کی جگہ پر کسی عادل کو لے آئے۔ آمین۔

سعودی حکومت اسلام کے لئے باعث توہین ہے

(ترجمہ) مراسلہ از ایم - کیانی

(ایشین ٹائمز - ۲۷ اگست ۱۹۹۴ء صفحہ ۴)

ہر سال حج کے موقعہ پر سعودی عرب میں ہزاروں حاجی مرتے ہیں۔ سعودی حکومت کے جاری کردہ اعداد و شمار (جو کسی صورت میں لائق اعتبار نہیں) کے مطابق اس سال ۸۳۰ افراد تو عام حالات میں فوت ہوئے اور ان کے علاوہ ۳۰۰ مزید رمی جمرہ کے دوران بھگدڑ میں کچلے گئے۔ ان سینکڑوں لوگوں کی موت سعودی حکام کی نااہلیت، بے جا غرور اور لاپرواہی پر واضح دلالت کرتی ہے۔ جس طرح انہوں نے حقائق کو چھپایا ہے اور اس عظیم انسانی المیہ پر اپنا رویہ ظاہر کیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں نہ تو مسلمان عوام کے بہبود اور حفاظت سے کچھ غرض ہے اور نہ ہی انہیں دنیا بھر کی رائے عامہ کا کچھ خوف ہے۔

اس حادثہ میں اتنی قیمتی انسانی جانوں کے اتلاف پر ان کے سنگدلانہ رد عمل سے مجھے کچھ حیرت نہیں ہوئی اس لئے کہ اس خاندان نے اقتدار پر قبضہ کے وقت سے لے کر آج دن تک بعض بیرونی ممالک کے ساتھ مل کر مقامی وسائل اور دولت کو یا تو خود بے دریغ اپنے مقاصد کے لئے خرچ کیا ہے یا اپنے دوست ممالک کی نذر کیا ہے۔ اس ناپاک اور خود غرض ملی بھگت نے ان کے مخصوص ظالمانہ طریق پر اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچایا ہے۔

سعودیوں نے بعض دوسری حکومتوں کے ساتھ ساز باز کر کے ۳۰ لاکھ مسلمانوں کو جن میں بیشتر عورتیں اور بچے تھے، بمباری سے ہلاک کرنے پر ۵۱ ارب ڈالر خرچ کئے ہیں۔ اسی تعداد میں مزید بچے اس وقت غذا کی کمی کا شکار ہیں یا بھوک اور بیماری کی وجہ سے موت کے قریب ہیں۔ اور یہ سعودی حکومت کی طرف سے غیروں کی ان حکمت عملیوں کو اختیار کرنے کا نتیجہ ہے جنہیں ان کی غیر مشروط تائید حاصل ہے اور ان پر اپنا پیسہ خرچ کر رہے ہیں۔ شاہ فہد دعویٰ تو حرمین کے خادم ہونے کا کرتے ہیں لیکن ان کا عمل اس کے مطابق نہیں ہے۔ امت مسلمہ کو اب زیادہ دیر تک ان کھوکھلے دعووں سے بے وقوف نہیں بنایا جا سکتا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ سعودی خاندان یا تو صرف اپنے مفادات کا نگران ہے یا اپنے ان بیرونی آقاؤں کی خدمت کر رہا ہے جنہیں وہ اپنے اتحادی کہتا ہے۔

گزشتہ حج کے دوران المیہ میں انسانی جانوں کے اتلاف پر سعودیوں نے جو بے حسی کا رد عمل دکھایا ہے اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ انہیں ہرگز کسی اور کی کچھ پرواہ نہیں ہے۔ انہیں بس اپنے عیاشانہ طرز زندگی سے دلچسپی ہے ورنہ اگر کسی میں احساس کی کوئی رمق باقی ہے تو وہ گارڈین اخبار کی طرح اس ظلم اور بے حسی پر ضرور احتجاج کرتے جبکہ اتنے بڑے سانحہ کو محض "کچھ لوگ ہلاک ہوئے یا" یہ خدا کی مرضی اور اس کا کام تھا" کہہ کر نظر انداز کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ سعودی حکومت کی وزارت امور مذہبی کے نمائندہ مسٹر

NEW AND SECOND-HAND SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE CARS ALL MODELS
TJ AUTO SPARES

376 ILFORD LANE,
ILFORD, ESSEX
081 478 7851

Al Fazl International Weekly, London

16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)

ISSN: 1352 9587

TELEPHONE NO. 081-870 8517

FAX NO. 081-870 1095

Vol. 1 — Friday, December 16, 1994 — No. 50

Muslim Television Ahmadiyya

Muslim TV AHMADIYYA

Programme Schedule

For Live Transmission from London

25th November 1994 - 8th December 1994

Tel:+44 81 870 0922
+44 81 870 8517 Ext. 230
Fax:+44 81 870 0684
Telex: 262433 MONREF G
Our Telex Ref: B1292

Friday, 16th December

12.45	Tilawat
1.00	Comments on News
1.20	Darood-o-Salam
1.30	FRIDAY SERMON
2.40	Selected Sayings of the Holy Prophet ﷺ
2.50	MULAQAT - General Q/A
3.50	Tomorrow's Programmes

Saturday, 17th December

11.45	Tilawat
12.00	Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV
1.30	MULAQAT
2.30	German Programme
3.00	Selected Sayings of the Holy Prophet ﷺ
3.10	Bosnian Programme
3.50	Tomorrow's Programmes

Sunday, 18th December

11.45	Tilawat
12.00	Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV
1:30	MULAQAT
2:30	Letters from London By Aftab Ahmad Khan Sahib Amir U.K.
2:50	Hazrat Khalifatul Masih IV's Meeting With Bosnian Muslims Repeat Programme
3.50	Tomorrow's Programmes

Monday, 19th December

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT - Homeopathy Class
2.30	Poem
2.40	"Correct Pronunciation of Poems" Host: Mrs Amtul Bari Nasir Sahiba
3.05	"Selection From Our Archive" لائبریری سے انتخاب
3.50	Tomorrow's Programmes

Tuesday, 20th December

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT - Homeopathy class
2:30	Sirat-tun-Nabi ﷺ سیرت النبی ﷺ by Naseer Ahmad Qamar Sahib
2.45	Islami Akhlaq اسلامی اخلاق A talk by Laiq Tahir Sahib
3.00	Selected Question and Answers
3.50	Tomorrow's Programmes

Wednesday 21st December

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT. Quran Translation Class
2.30	Poem
2.40	ISLAMIC ETIQUETTE, (Part 12) A talk by Imam Attaul Mujeeb Rashid Sahib
3.10	Poem
3.15	"Dilbar mera yahee hay" (Part 1) دلبر میرا یہی Programme by Hadi Ali Chaudhry Sahib
3:45	Poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Thursday, 22nd December

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT. Quran Translation Class
2.30	PAGE FROM THE HISTORY, by B. A. Rafiq Khan Sahib
3.00	Medical Matters By Dr Mujeeb ul Haq Sahib
3.30	German programme
3.50	Tomorrow's Programmes

Friday 23rd, December

12.45	Tilawat
1.00	Comments on News
1.20	Darood-o-Salam
1.30	FRIDAY SERMON
2.40	Selected Sayings of the Holy Prophet ﷺ
2.50	MULAQAT - General Q/A
3.50	Tomorrow's Programmes

Saturday, 24th December

11:45	Tilawat
12.00	Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV
1.30	MULAQAT
2.30	A Discussion By Khuddam ul Ahmadiyya U.K. about their trip to Bosnia
3.05	German Programme
3.50	Tomorrow's Programmes

Sunday, 25th December

11.45	Tilawat
12.00	Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV
1:30	MULAQAT
2:30	Letters from London By Aftab Ahmad Khan Sahib Amir U.K.
2:50	Hazrat Khalifatul Masih IV's Meeting With Bosnian Muslims Repeat Programme
3.50	Tomorrow's Programmes

Monday, 26th December

9.45	Tilawat
10.00	Special Transmission for Annual Convention Qadian India خصوصی نشریات برائے جلسہ سالانہ قادیان
12.00	Close of transmission

Tuesday, 27th December

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT - Homeopathy class
2:30	Poem
2:40	Sirat-tun-Nabi ﷺ سیرت النبی ﷺ by Naseer Ahmad Qamar Sahib
2:55	Poem
3.10	Islami Akhlaq اسلامی اخلاق A talk by Laiq Tahir Sahib
3.35	Poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Wednesday 28th December

9.15	Tilawat
9.30	Special Transmission for Annual Convention Qadian India خصوصی نشریات برائے جلسہ سالانہ قادیان
12.00	Close of transmission

Thursday, 29th December

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT. Quran Translation Class
2.30	PAGE FROM THE HISTORY, by B. A. Rafiq Khan Sahib
3.00	Waqf-e-Nau Programme Karachi
3.50	Tomorrow's Programmes

Please Note

- Our Audio Frequencies:

English / Urdu	7.02 MHz
Arabic	7.20 MHz
Russian	7.56 MHz
French	7.92 MHz

- Programmes or their timings may change without further notice.

Week in a nutshell

Permanent or those features which will continue for sometime

EVERY MONDAY

- MULAQAT - Homeopathy Class
- Correct Pronunciation of Poems
- Selection from our Library لائبریری سے انتخاب

EVERY TUESDAY

- MULAQAT - Homeopathy Class
- Sirat-tun-Nabi سیرت النبی ﷺ
- Islami Akhlaq اسلامی اخلاق

EVERY WEDNESDAY

- MULAQAT - Holy Quran Translation Class
- "Islamic Etiquette" اسلامی آداب
- "Dilbar mera yahee hay" دلبر میرا یہی

EVERY THURSDAY

- MULAQAT - Holy Quran Translation Class
- "A page from history"
- Medical Matters (every alternate Thursday)

EVERY FRIDAY

- FRIDAY SERMON by Hadhrat Khalifa-tul-Messiah IV
- MULAQAT - General Question & Answers
- Comments on News

EVERY SATURDAY

- Question & Answer Session with Hadhrat Khalifa-tul-Messiah IV (English Language)
- MULAQAT - various communities or children or young lajna

EVERY SUNDAY

- Question & Answer Session with Hadhrat Khalifa-tul-Messiah IV (English Language)
- MULAQAT - various communities or children or young lajna
- Letters from London

" وہ خدا جس کے ملنے میں انسان کی نجات ہے اور دائمی خوش حالی ہے وہ بجز قرآن شریف کی پیروی کے ہر گز نہیں مل سکتا

(مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

ٹی۔ قاسم اللہ نے اخبار انڈی پینڈنٹ کے ۲۶ مئی کے شمارے میں نادانستہ مگر واضح الفاظ میں سعودی حکومت کے ناقابل قبول سنگدلانہ رویہ کو بے نقاب کیا ہے جو وہ انسانی حقوق کے بارے میں عموماً روا رکھتی ہے۔ مسٹر قاسم اللہ کے بیان کے مطابق سعودی موقف یہ ہے کہ اس قسم کے بڑے حادثے پہلے بھی ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی بار بار ہوتے رہیں گے اس لئے زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ خدا کے کام ہیں۔ جن بد قسمت لوگوں کی جان گئی ہے (سعودی انہیں خوش قسمت کہنے پر مصر ہیں) وہ بہر حال بوڑھے، بیمار یا کمزور تھے اور انہیں جلد یا بدیر مرنا ہی تھا۔ یہ لوگ اپنی زندگی گزار چکے تھے اس لئے انہیں بچانے کی کوششیں بے سود ہیں۔ پھر یہ بھی کہا گیا ہے کہ تقدیر کی رو سے ان کا وقت آن پہنچا تھا اور اگر یہ اس طرح ہلاک نہ ہوتے تو خدا کی مرضی کو پورا کرنے کے لئے یہ کسی پہاڑ سے خود کو گرا کر خوشی سے جان دے دیتے۔ انہیں سعودیوں کا شکر گزار ہونا چاہئے جنہوں نے اس طرح ان کی خواہش کو پورا کرنے کا اہتمام کیا۔

ایسی تخریبی سوچ اور قابل مذمت رویہ انہی جیسے رجعت پسند اور اخلاقی طور پر دیوالیہ نظام کے کارندوں کا ہو سکتا ہے۔

آج کی سعودی حکومت مطلق العنانی، جبر، ظلم اور رجعت کا ایک مثالی نمونہ ہے اور اس کی ہستی اس جیسی مستبد طاقتوں کی پشت پناہی اور سہارے کی ممنون ہے۔ سعودی حکمران یوں تو اسلامی اقدار کے پاسبان ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں لیکن اپنی کرتوتوں سے انہوں نے خفیہ اور اعلانیہ نہ صرف قرآن اور اسلام کے بنیادی اصولوں کو پامال کیا ہے بلکہ بنیادی انسانی حقوق کو بری طرح روندا ہے۔ مغربی طاقتوں نے سعودیوں کو برین واش کر کے یہ سمجھنے پر مجبور کر دیا ہے کہ ان کی زندگی اور بقاء ان طاقتوں پر مکمل بھروسہ کرنے پر ہی منحصر ہے اور اس احمقانہ سوچ کے نتیجہ میں وہ ایک باعزت طبقہ بن کر اب ملک کے سیاہ و سفید کے مالک ہیں۔ غیر یوروپی ممالک کے مسلمان ماہرین حتیٰ کہ دوسرے عرب ممالک کے پیشہ ور افراد بھی یہاں دوسرے درجہ کے شہری سمجھے جاتے ہیں اور تنخواہوں اور مراعات کے لحاظ سے ان سے امتیاز برتا جاتا ہے۔ فی الحقیقت سعودی حکومت جنوبی افریقہ کی طرح ایک گھٹیا نسل پرست ادارہ ہے جو نیلسن منڈیلا سے پہلے دور کی یاد دلاتا ہے۔ اگر کوئی ایسا نہیں سمجھتا تو یا تو وہ سعودیوں کا پٹھو ہے یا اپنی سادہ لوحی کی بناء پر ان کے پراپیگنڈہ کا شکار۔

سعودی حکومت اور بالخصوص شاہ فہد کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان سب مرنے والوں کے لواحقین کو وافر معاوضہ ادا کریں کہ ان کی ہلاکت میں ان کا اپنا کوئی قصور نہیں تھا۔ سعودی بادشاہ کو اس بات کی ضمانت بھی دینا ہو گی کہ آئندہ ایسے ہولناک واقعات نہیں ہونگے۔ اسے اسلامی روح کے مطابق عاجزی سے تمام عالم اسلام سے معافی مانگنی چاہئے اور پورے احساس ندامت کے ساتھ توبہ و استغفار کرنا چاہئے۔

اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو مسلمانوں کی عالمی برادری کو فرداً اور اجتماعاً ان کا مقاطعہ کر کے حج اور زیارات کے لئے وہاں جانا بند کر دینا چاہئے تا سعودیوں پر دباؤ ڈالا جا سکے کہ وہ اپنی تقدیس اور بالا دستی کے رویہ کو تبدیل کریں اور عوام کی خدمت اور حفاظت کے اقدامات پر توجہ دیں۔ اگر سعودی حکمران اپنی سلطنت اور اقتدار کو قائم رکھنے کے لئے دوسرے مسلمانوں کو تباہ اور ہلاک کرنے کے لئے امریکی فوجوں کے اخراجات کے لئے اربوں ڈالر دے سکتے ہیں تو وہ حاجیوں کی سہولت، حج کے موقع پر بھیڑ بھاڑ کے کنٹرول اور دوسرے ضروری انتظامات پر چند لاکھ ڈالر کیوں صرف نہیں کرتے۔

حج کے موقع پر دنیا بھر کے مسلمانوں کو اکٹھا کرنے کی بنیادی مصلحت اور اصل مقصود یہ ہے کہ امت مسلمہ کے افراد سال میں ایک مرتبہ اپنے مرکز میں آ کر باہمی مسائل اور مفادات پر گفتگو کریں اور ان کے حل تلاش کر کے ایک لائحہ عمل بنائیں۔ اس لحاظ سے آپ حج کو مسلمانوں کی چوٹی کی کانفرنس یا جی سیون کہہ سکتے ہیں جہاں وہ سیاسی، اقتصادی، تجارتی اور معاشی معاملات پر غور و فکر کر کے آپس میں معاہدات کر سکتے ہیں۔ اسلام میں مذہب اور ریاست دو الگ الگ ہوا بند خانے نہیں ہیں بلکہ آپس میں اس طرح متعلق اور مدغم ہیں کہ انہیں ایک ہی نظام کہا جا سکتا ہے۔ اگر انہیں جدا کرنے کی کوشش کی گئی تو ایک طرف ظلم اور استبداد اور دوسری طرف اندھی تقلید اور مذہبی تعصب کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا۔ اسلام میں تو ہر انسانی عمل اور فعل کے لئے آسمانی رہنمائی اور قرآنی ہدایت موجود ہے سو ہر صحیح اور صالح عمل عبادت کا رنگ رکھتا ہے۔ جو کوئی بھی اس بنیادی کلیہ کی خلاف ورزی کرتا ہے فی الحقیقت اسلام اور مسلمانوں کا دشمن ہے۔ اگر حج کے موقع پر سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی تبادلہ خیال پر پابندی لگا دی جائے تو پھر یہ تقریب بے معنی منتروں کے الاپ یا بے روح رسوم کے سوا کچھ نہ ہو گی جسے ہم سادہ لوحی کے سبب ایک عبادت سمجھتے رہیں گے۔ میرے خیال میں موجودہ صورت حال اسلامی حج کی روح اور اصل مقصد سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ ان حقائق کو پیش نظر رکھیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سعودی حکومت نے سیاست، معاشرت اور اقتصادی معاملات پر گفتگو پر پابندی لگا کر اپنے غیر ملکی آقاؤں کی منشاء کے مطابق مسلم امہ کی تذلیل کی ہے اور حج کی عبادت کا مذاق اڑایا ہے۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مِرا یہی ہے

MOST COMPETITIVE PRICES IN WORLD WIDE FREIGHT FORWARDING & TRAVEL

ARIEL ENTERPRISES

26 LEGRACE AVENUE, HOUNSLOW, MIDDLESEX TW4 7RS

PHONE 081 564 9091

FAX 081 759 8822

Designing & Setting by Khalifa Rawahuddin Ahmad